بے رحمئ حیوانات

اور

اسلامی احکام

حافظ محمد سعد اللہ

اللہ کریم کے آخرالزماں نبیؐ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل اِس دُنیا کا نقشہ قرآن مجید نے اختصار کے ساتھ اپنے جامع الفاظ میں یوں کھینچا ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ[۱]

(خشکی اور تری میں لوگوں کے کرتوتوں کے باعث ایک عام بگاڑ پھیل گیا)۔

ترجمان القرآن حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ایک روایت یوں منقول ہے:

كان ظهر الفساد برا وبحرا وقت بعثة رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان الظلم عم الارض فاظهر الله به الدين وازال الفساد واخمده صلى الله عليه وسلم[۲]

ترجمہ: اللہ کریم کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت فساد اور بگاڑ خشکی اور تری (روئے زمین) پر پھیل چکا تھا اور ظلم تمام کائنات ارضی میں عام ہو چکا تھا۔ بس اللہ نے اپنے رسولِ رحمت کے ذریعے دینِ رحمت، اسلام کو غالب فرمایا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظلم و فساد کا قلع قمع فرمایا۔

---

[۱] سورۂ روم: ۴۱

[۲] ابو حیان اندلسی: تفسیر البحر المحیط: ۷: ۱۷۶، طبع ریاض، سعودی عرب۔

یہ فساد یہ بگاڑ یہ ظلم یہ ناانصافی یہ بربریت اور یہ بے رحمی صرف کمزور، مجبور، مقہور اور مظلوم انسانوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ اللہ کی بے زبان مخلوق چرند پرند مویشی چوپائے جاندار اور عام حیوانات بھی اس ظلم، ناانصافی اور بے رحمی کا شکار بنے ہوئے تھے۔ اللہ کریم، جس نے اپنا تعارف قرآن مجید میں سب سے پہلے "الرحمٰن" اور "الرحیم" کے الفاظ سے کرایا ہے اور جس کا سب سے نمایاں وصف اور امتیازی و غالب شان "رحمت و شفقت علی الخلق" ہے اور جس کی رحمت عامہ کائنات کی ہر شے کو اپنی وسعت میں لیے ہوئے ہے:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ [1]

(اور میری رحمت ہر شے کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے)

پھر اس رحمان و رحیم خالق و مالک کا وہ محبوب نبی جس کو اس نے "رحمۃ للعالمین" کا تاج پہنایا، جسے رؤف و رحیم کے خطابات سے نوازا، جو صرف انسانوں ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام جہانوں اور جملہ مخلوقات کے لیے رحمت بن کر آیا اور جس کا خمیر ہی رأفت و رحمت سے گوندھا گیا، بھلا کیونکر اس بے زبان اور بے چاری مخلوق (حیوانات) کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور بے رحمی کی طرف توجہ نہ فرماتا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً حیوانات چوپایوں مویشیوں اور عام جانوروں کی اہمیت و ضرورت سے آگاہ کیا، انسانوں کے ساتھ ان کے تعلق کو واضح کیا، زندگی اور معاشرے میں ان کی انتہائی افادیت سے روشناس کرایا۔ انسان کے لیے ان سے حاصل ہونے والے بے شمار فوائد و منافع کو بطور احسان و انعام یاد دلایا پھر ان حیوانات کے حقوق کا تعین کیا، ان پر بے جا اور ناروا ظلم اور بے رحمی سے اجتناب کرنے کی تلقین فرمائی۔ ان پر رحم و احسان کے فضائل و برکات اور اخروی اجر و ثواب بتا کر ان پر ہمیشہ رحم و شفقت اور نرمی کرنے کی ترغیب دی اور ساتھ ہی رب کریم کے کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بے زبان مخلوق پر خود حد درجہ شفقت، پیار اور نرمی فرما کر اور زبانی و عملی تعلیم دے کر رہتی دنیا تک کے لیے ایک کامل نمونہ چھوڑا۔ (اس اجمال کی تفصیل آگے آرہی ہے)

---

[1] سورۃ الاعراف، آیت: ۱۵۶

اسلام کا امتیاز

ہندوستان کے ایک معروف محقق، مصنف اور عالم دین نے جانوروں کے حقوق کے ضمن میں اسلام کی امتیازی شان کے متعلق دل کو لگنے والی ایک بات لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

"تمام ادیان میں یہ شرف بھی صرف دینِ اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے جانوروں اور حیوانات تک کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ دنیا کے کسی مذہبی یا سیاسی دستور میں محنت کش جانوروں کے حقوق کا کوئی ایسا مکمل قانون موجود نہیں ہے جس میں ان کے حقوق کی پوری ضمانت و حفاظت کی گئی ہو۔ اگر کہیں قانونی طور پر بعض جانوروں کی حفاظت بھی کی گئی ہے تو اس کا تعلق محض جذبات و روایات یا محض مادی منفعتوں سے ہے۔ مگر اس حیثیت سے ان کے حقوق متعین نہیں کیے گئے ہیں کہ وہ خدا کی ایک بے زبان مخلوق ہیں، اس لیے ان کے ساتھ بھی انسان کو رحم و کرم کا معاملہ کرنا چاہیے ضرورت کے لیے ان سے کام لینا اور فائدہ اٹھانا تو صحیح ہے مگر ان پر ظلم و ستم کرنا، ان کو آرام نہ پہنچانا اخلاق و قانون دونوں لحاظ سے مجرمانہ فعل ہے"۔ [1]

حیوانات کی عظمت

خالقِ کائنات کی اس کمزور اور بے زبان مخلوق کی عظمت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کریم نے اپنی آخری کتاب، قرآن مجید میں متعدد سورتوں کے نام مختلف حیوانات کے نام پر رکھے مثلاً سورۃ البقرہ (گائے) سورۃ الانعام (چوپائے) سورۃ النحل (شہد کی مکھی) سورۃ النمل (چیونٹی) سورہ العٰدیٰت (گھوڑے)، سورۃ الفیل (ہاتھی) سورۃ العنکبوت (مکڑی)۔ اس مخلوق کی اس سے بڑھ کر اور کیا عظمت ہوگی کہ اللہ نے قرآن مجید میں جہاد میں شامل ہونے والے گھوڑوں کی قسمیں کھائیں اور ان کی تعریفیں کی ہیں۔ فرمایا:

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا

---

[1] مولانا مجیب اللہ ندوی: اسلامی قانون محنت و اجرت: ۲۲۰ مطبوعہ دیال سنگھ لائبریری لاہور

فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًا [۱]

(قسم ہے گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں پھر صبح کے وقت تاخت وتاراج کرتے ہیں پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر اس وقت جماعت میں جا گھستے ہیں)

دوسری جگہ جہاد کے لیے گھوڑے تیار رکھنے کا وجوبی حکم دیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ [۲]

(اور ان سے مقابلہ کے لیے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان درست رکھو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے)

علاوہ ازیں قرآن مجید میں بہت سے حیوانات کا ذکر تعریف وتوصیف کے پیرایہ میں فرمایا گیا ہے اللہ کریم کی اس مخلوق میں سے ایک انتہائی کمزور، معصوم اور بھولی بھالی جنس، بکریوں کے ذریعے سے انہیں چرواکر تمام انبیاء علیہم السلام کو انسانوں کی رکھوالی کرنے کی تربیت دی گئی۔ حتیٰ کہ اس قاعدے سے اللہ کے آخری پیغمبر بھی مستثنیٰ نہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بکریاں چرانے کا تذکرہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بعث اللہ نبیا الا رعی الغنم فقال اصحابہ وانت؟ فقال نعم کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکۃ [۳]

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ آپؐ کے صحابہؓ نے عرض کیا: کیا آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند سکوں کے عوض چرایا کرتا تھا۔

---

[۱] سورۃ العٰدیات: ۱-۵

[۲] سورۃ الانفال: ۶۰

[۳] بخاری شریف کتاب الاجارۃ: ۱: ۳۰۱ طبع کرزن پریس دہلی۔

حیوانات۔ایک امت

ہر زمین میں ہمیں جتنے چوپائے حیوانات اور انواع و اقسام کے چرند پرند نظر آتے ہیں ان میں سے ہر نوع قرآن مجید کی رُو سے اپنی اپنی جگہ انسان کی مانند ایک "امت" ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ [1]

(اور جو بھی جانور زمین پر چلنے والا ہے اور جو بھی پرند اپنے دونوں بازوؤں سے اڑنے والا ہے وہ سب تمہاری ہی طرح کی امتیں ہیں) ۔

یعنی جس طرح انسان اللہ کی ایک مخلوق ہے یہ حیوانات بھی اللہ کی مخلوق ہیں ۔ جس طرح انسان کا حشر نشر ہوگا حیوانات کا بھی ہوگا ۔ جس طرح انسان کچھ جذبات و احساسات رکھتا ہے حیوان بھی رکھتا ہے جس طرح انسانی ہمدردی ، رحم و کرم اور نرم روی کا مستحق ہے اسی طرح حیوان بلکہ حیوان کہیں زیادہ رحمت و شفقت کا حقدار ہے ۔ اس آیت کریمہ کی مزید توضیح نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے خود اپنے عمل سے یوں ہوتی ہے کہ ایک موقعہ پر آنجناب ؐ نے بوجوہ کتوں کو مار دینے کا عام حکم دیا تھا مگر بعد میں ایسا کرنے سے منع فرما دیا ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل الکلاب حتی ان المرءة تقدم من البادية بكلبها فنقتله ثم نهى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتلها وقال عليكم بالاسود البهيم ذي النقطتين فانه شيطان" ۔ رواہ مسلم [2]

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تمام کتوں کو مار دینے کا حکم دیا ۔ اس

---

[1] سورۃ الانعام : ۳۸

[2] و مشکوٰۃ شریف : ۳۵۹ طبع سعید کمپنی کراچی ۔

ب ۔ صحیح ابن حبان : ۸ : ۴۶۴ ۔ ۴۶۵ طبع شیخوپورہ پاکستان

حکم پر ہم یہاں تک عامل تھے کہ اگر کوئی عورت کسی دیہات سے مدینہ منورہ آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اسے مار ڈالتے مگر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کتوں کے مار دینے سے روک دیا اور فرمایا صرف اس کتے کو مارنا ضروری ہے جو کالا سیاہ ہو اور جس کی آنکھوں پر دو سفید نقطے ہوں کیونکہ وہ شیطان ہے۔

کتوں کو مار دینے کی نہی کی وجہ ایک دوسری روایت میں یوں بیان فرمائی:

لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلھا کلھا فاقتلوا منھا کل اسود بھیم [۱]

ترجمہ: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی امتوں میں سے ایک امت ہیں تو میں سب کے سب کتوں کو قتل کر دینے کا حکم کر دیتا (مگر اب ایسا نہیں) کتوں میں سے صرف اس کتے کو تم مارو جو کالا سیاہ ہو۔

دراصل آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمتوں میں سے کسی امت کو یا مخلوقات میں سے کسی مخلوق کو سرے سے فنا کر دینے کو ناپسند فرمایا کیونکہ خالق کائنات کی کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق بھی ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت نہ ہو اور جسے اللہ کریم نے بے فائدہ تخلیق فرمایا ہو۔ قرآن مجید میں ہر مخلوق کے بامقصد ہونے کو یوں بیان فرمایا گیا ہے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً [۲]

(اے ہمارے پروردگار تو نے یہ (سب کچھ) لایعنی پیدا نہیں کیا ہے)

یہ دوسری بات ہے کہ انسان اپنی محدود عقل و فہم کی وجہ سے مخلوقاتِ الٰہی سے متعلق عظیم اور خفیہ مقاصد و مصالح اور پنہاں منافع و فوائد کو نہ سمجھ سکے۔ غالباً اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار دینے کے عمومی حکم میں ترمیم فرما دی۔

اسی مفہوم کا ایک دوسرا واقعہ امام بخاری نے یوں نقل کیا ہے کہ

---

[۱] ابو عیسیٰ ترمذی۔ جامع ترمذی: ۲۳۴ طبع نور محمد کراچی۔

[۲] سورۃ آل عمران: ۱۹۱۔

ان رجلين اقتمرا على ديكين على عهد عمرؓ فامر عمر بقتل الديكة فقال له رجل من الانصار اتقتل امة تسبح فتركها[1]

ترجمہ :۔ عہد فاروقی میں دو آدمیوں نے دو مرغوں پر جوئے کی شرط لگائی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے سزا کے طور پر مرغوں کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا تو ایک انصاری آدمی نے آپ سے عرض کیا : کیا آپ ایسی امت کو قتل کر دینے کا حکم دے رہے ہیں جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے ؟ تو حضرت فاروق اعظمؓ نے ان مرغوں کو چھوڑ دیا۔

حیوانات کے امت ہونے کے ناطے سے مستحق شفقت و رحمت ہونے اور ان پر نرمی کرنے کا ایک اور واقعہ بعض مفسرین نے زیر بحث آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے۔ سیوطی کے الفاظ ہیں :

عن عبد الله بن زيادة البكري قال دخلت على ابني بشر المازنيين صاحبي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يرحمكما الله الرجل يركب منا الدابة فيضربها بالسوط او يكبحها باللجام فهل سمعتما من رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذالك شيئاً؟ فقالا لا قال عبد الله فنادتني امرءة من الداخل فقالت يا هذا ان الله يقول في كتابه وَما من دابة في الارض الخ فقالا هذه اختنا وهي اكبرنا وقد ادركت رسول الله صلى الله عليه وسلم[2]

ترجمہ : عبد اللہ بن زیادہ البکری کہتے ہیں کہ میں بشر مازنی کے دو بیٹوں کے

---

[1] امام بخاری : ادب المفرد : ۱۰۵ طبع بیروت، لبنان

[2] جلال الدین سیوطی : تفسیر الدر المنثور : ۳ : ۱۱

پاس گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے میں نے ان سے پوچھا اللہ تمہارے اوپر رحم فرمائے، ہم میں سے ایک آدمی کسی سواری کے جانور پہ سوار ہوتا ہے اور وہ اس کو کوڑے سے مارتا یا لگام کے ذریعے اسے ٹھہراتا ہے تو کیا آپ نے اس معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد سن رکھا ہے؟ (ایسا کرنا ٹھیک ہے یا نہیں) تو انہوں نے جواب دیا ہم نے نہیں سنا۔ عبداللہ مذکور کہتے ہیں مجھے اندر سے ایک خاتون نے آواز دی اور کہا اے سائل! اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتے ہیں اور پھر مذکورہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی۔ تو بشر کے دونوں بیٹوں نے بتایا کہ یہ ہماری ہمشیرہ اور ہم سے بڑی ہیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔

اللہ کریم کی یہ مخلوق انسانوں کی طرح کس طرح امتیں ہے۔ انسانوں کے درمیان اور ان کے درمیان امت ہونے میں کیا مشابہت اور مماثلت ہے اس کی اصل وجۂ شبہ تو مخلوق کا خالق ہی جانتا ہے تاہم بعض حیوانات کی زندگی اور ان کے رہن سہن میں جو نفاست، عمدگی، ترتیب عمل پیہم، تنظیم، تقسیم کار، حفاظتی تدابیر، اہتمام خوراک، پیش بندی، اتحاد و اتفاق اور کمال نظم و ضبط نظر آتا ہے اس نے بے زبان ہونے کے باوجود ان حیوانات کو انسان کے علم اور ادراک و فہم کے بہت قریب کر دیا ہے۔ ان کی مرتب زندگی اور منظم نقل و حرکت کو دیکھ کر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان حیوانات کے حیران کن رہن سہن اور ایمان افزا بود و باش کی ایک جھلک شہد کی مکھیوں کے کسی فارم پہ جا کر دیکھی جا سکتی ہے کہ اللہ کی اس ناتواں اور بظاہر بے حیثیت سی مخلوق نے کس عمدگی سے اپنے چھتے کی دنیا کو بسا اور آباد کر رکھا ہے اور کس امن و آشتی سے اور کس قدر صلح و صفائی سے ہر مکھی اپنے فرض منصبی کو سرانجام دے رہی ہے۔ کارکن مکھیوں کے اندر اپنی ملکہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا کتنا جذبہ ہے ان کے اندر کس طرح عدل و انصاف کا نظام قائم ہے۔ ان مکھیوں کا ایک ایک پھل پھول پہ رس چوسنے کے لیے بیٹھے رہنا اور میلوں کا سفر طے کر کے، بغیر راستہ بھولے بھٹکے، اپنے چھتے کی طرف واپس آجانا ایک مشہور عالم واقعہ ہے۔ مکھیوں کے چھتے کی تعجب انگیز صنعت و کاریگری کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی ماہر مہندس یا انجنیئر نے اسے

تیار کیا ہے شہد کی مکھی اپنی فطانت، ذہانت، فراست شجاعت دانائی حسن تدبیر عقلی توانائی کے لحاظ سے ساری حیوانی دنیا میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔ ہر بینا و دانا آدمی اس کے چھتے کو دیکھ کر اس کے خالق کی قدرت کاملہ اُسکی حکمت بالغہ اور اس کی معرفت و یقین کی ایک واضح نشانی پاتا ہے۔ غالباً اسی لیے خالق کائنات نے اپنی آخری اور ابدی کتاب میں شہد کی مکھی کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

(اور آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں القا کیا کہ تو گھر بنالے پہاڑوں میں اور درختوں میں اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں (مکھی) پھر ہر قسم کے پھلوں سے (رس) چوستی پھر، پھر اپنے پروردگار کے راستوں میں چل جو تیرے لیے آسان ہیں اس کے پیٹ کے اندر سے ایک مشروب نکلتا ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ اس کے اندر (بڑی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں) سورۃ النحل آیت : ۶۸ - ۶۹

اسی طرح زمین پر رینگنے والی خالقِ کائنات کی ایک اور ادنیٰ سی اور مسکین و عاجز سی امت جسے متکبر اور لاپروا انسان عموماً اپنے قدموں تلے روند ڈالتا ہے، چیونٹی ہے جس کی معاشرت، اس کے تمدن کی بلندی، اس کا حسن انتظام اس کی تقسیم کار، اس کی اپنے گھر کی حفاظت، اس کا قابلِ رشک میل جول، اس کا باہمی اتحاد اس کی ایک دوسری کی خیر خواہی اس کی غذا کے وافر ذخیرے اس کی تدبیر رزق اور اس کے باقاعدہ مکمل نظام کا اندازہ چیونٹیوں کی کسی بل یا ٹھکانے پر جا کر کیا جا سکتا ہے۔ چیونٹیوں کے منظم و مربوط نظام زندگی کی جو تصویر کشی پاکستان کے ترانہ کے مؤلف ابو الاثر حفیظ جالندھری مرحوم نے اپنے "چیونٹی نامہ[۱]" میں کی ہے، دیکھنے کے قابل ہے۔

---

[۱] مطبوعہ مجلس اردو۔ کتاب خانہ حفیظ ماڈل ٹاؤن لاہور۔

اللہ کریم نے اپنی اس مخلوق کی دانشمندی دور اندیشی اور کمال ہوشیاری کا تذکرہ اسی کی طرف منسوب سورۃ "سورۃ النمل" میں بھی ایک لطیف پیرایہ میں فرمایا ہے۔

حیوانات کی اہمیت وافادیت

اللہ کریم کی یہ کمزور اور بے زبان مخلوق اس لیے بھی انسان کے لطف و کرم اور اس کی نظرِ شفقت کی مستحق ہے کہ یہ پیدا ہی اس کی خدمت کے لیے کی گئی ہے۔ انسان کے بے شمار مادی سماجی، آرائشی جسمانی، مالی، غذائی دفاعی اور طبی منافع انہی حیوانات کے ذریعے پورے ہوتے ہیں۔ ان حیوانات کے کس قدر فوائد و منافع ہیں ان میں اللہ کی قدرت و معرفت کی کتنی زبردست نشانیاں ہیں، ان کی ایک ایک قسم انسانی معاشرے کے لیے کتنی ضروری اور فائدہ مند ہے پھر ان کے اجسام، بالوں، ہڈیوں، جلدوں اور مختلف اعضاء میں اللہ کریم نے کیا کیا منفعتیں اور ظاہری و باطنی تاثیریں رکھی ہیں، ان کی تخلیق میں کیا کیا عجائبات و غرائب ہیں یہ انسان کے لیے راحت قلب و سکونِ خاطر کا کتنا بڑا ذریعہ و سبب ہیں اور پھر انسانی دنیا میں ان کی کتنی اہمیت ضرورت اور افادیت ہے، اس کی تفصیل اور باریکیوں میں جانا نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی ہمارے بس کا روگ ہے یہ کام علم حیوانات کے ماہرین ہمارے اسلاف رحمہم اللہ نے انتہائی عمدگی اور بڑے پیمانہ پر کر دکھایا ہے، تاہم ان حیوانات کے موٹے موٹے اور ظاہر و باہر فوائد، جنہیں ہر عالم و جاہل حیوانی دنیا میں دیکھ اور محسوس کر سکتا ہے، اللہ کریم نے بطور احسان وانعام قرآن مجید میں ذکر فرماتے ہیں تاکہ انسان اللہ کریم کی حیوانات کی شکل میں عظیم نعمت پر اس کا شکر گزار رہو اور ان جانوروں پر بے جا ظلم اور ناروا زیادتی کر کے کفرانِ نعمت کا مرتکب نہ ہو۔ مثلاً چوپایوں کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝
وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ
اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ
رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ
لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۔ (سورۃ النحل: ۵ تا ۸)

ترجمہ :۔ اور چوپائے بھی اسی نے پیدا کیے۔ جن میں تمہارے لیے جاڑے سے بچنے کا سامان (اون) ہے اور بہت سے دوسرے فائدے (بھی)۔ ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ ان کی وجہ سے تمہیں رونق حاصل ہوتی ہے جبکہ تم شام کے وقت (ان کو گھر) لاتے ہو اور جبکہ (انہیں) صبح کے وقت چرانے کے لیے لے جاتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ ایسے مقامات تک پہنچاتے ہیں جہاں تم بغیر نفس کی سخت مشقت کے نہیں پہنچ سکتے۔ بے شک تمہارا پروردگار بڑی شفقت والا بڑی رحمت والا ہے اور (اسی نے پیدا کیے) گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور ان سے تمہاری زینت و آرائش ہو۔

سورۃ النحل ہی میں آگے چل کر ارشاد ہوا:

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ (النحل: ٦٦)

(اور بے شک تمہارے لیے مویشیوں میں (بھی) بڑا سبق ہے۔ ان کے پیٹ میں جو کچھ ہوتا ہے گوبر اور خون (کے قسم) سے، اس کے درمیان سے خالص اور پینے والوں کے لیے خوشگوار دودھ ہم تمہیں پینے کو دیتے ہیں)

سورۃ الانعام میں ارشاد فرمایا:

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

(الانعام: ۴۲)

ترجمہ :۔ اور (اسی نے پیدا فرمائے) بعض مویشی بوجھ اٹھانے والے اور بعض زمین پر لٹا کر ذبح کرنے کے لیے تم کھاؤ اس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ نے اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اللہ کریم نے ایک جگہ اپنی عظیم قدرت اور انسانوں پر اپنی نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ

الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ہ (النحل : ۸۰)

ترجمہ :۔ اور اللہ ہی نے تمہارے لیے تمہارے گھر وجہ سکون بنائے اور تمہارے لیے جانوروں کے کھال کے گھر بنائے جنہیں تم اپنے کوچ کے دن اور اپنے مقام کے دن ہلکا پاتے ہو اور ان کے اُون اور ان کے روئیں اور ان کے بالوں سے (تمہارے) گھر کا سامان اور ایک مدت تک چلنے والی فائدے کی چیزیں بنائیں ۔

سورۃ یٰس میں انسانی عقل و شعور کو جھنجھوڑتے ہوئے قادر مطلق اور منعم حقیقی نے حیوانات کی نعمت غیر مترقبہ کی طرف یوں توجہ دلائی :

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ہ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ہ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ط اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ

(سورۃ یٰس : ۷۱ تا ۷۳)

ترجمہ :۔ کیا ان لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے ان کے لیے اپنے ہاتھ سے بنائی چیزوں میں مویشی پیدا کیے پھر یہ لوگ ان کے مالک بن گئے اور ہم نے ان (مویشیوں) کو ان کا تابع بنا دیا ۔ سو ان میں سے بعض ان کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں اور ان میں ان لوگوں کے لیے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں بھی ۔ تو کیا یہ لوگ (اپنے رب کا) شکر نہیں کرتے ۔

ان آیات کریمہ میں ایک تو یہ بات انسان کے ذہن میں بٹھائی گئی ہے کہ حیوانات بلکہ ہر شے کا مالک حقیقی اللہ کریم ہے ۔ حیوانات یا دیگر اشیاء پر انسان کی ملکیت بطور نائب و امین ہے ۔ حیوانات پر انسان کا مالک بن بیٹھنا بھی اللہ کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے ۔ اپنی بے پناہ قوت اور اکھڑ پن کے باوجود انہیں انسان کا مطیع بنا دیا گیا ہے تاکہ وہ اس کا سامان اٹھا کر دور دراز کی مسافتوں تک لے جائیں اور اس کی ہر طرح کی خدمت بجا لائیں اگر وہ حیوانات کو انسان کا تابعدار نہ بناتا تو ایک ضعیف البنیان بندے کی کیا مجال تھی کہ وہ بڑے بڑے قوی ہیکل عظیم الجثہ اور دیو پیکر

جانوروں کو اپنے مصرف اور قبضہ میں سے آتا اور نکیل ڈلے اُن کو گھسیٹتے پھرتا یہ محض پروردگار کی اپنے اشرف المخلوقات ، انسان پر مہربانی و شفقت ہے اسی لیے حیوانات کی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔

(بے شک تمہارا پروردگار بڑی شفقت والا بڑی رحمت والا ہے)

تو ان حیوانات کا انسان کی خدمت بجا لانا جب محض اللہ کی مہربانی کے باعث ہے اور ان پر ملکیت بھی بطور امانت ہے تو انسان کو ان کے ساتھ وہی سلوک اور وہی رویہ اختیار کرنا چاہیے جو ایک امین امانت میں رکھی ہوئی شے کے ساتھ اختیار کرتا ہے دوسری بات ان آیات کریمہ سے یہ معلوم ہوئی کہ جس طرح انسان کی تخلیق اللہ کریم نے فرمائی ہے ان حیوانات کی تخلیق بھی اسی خالق کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے ۔ لہٰذا مخلوق خدا ہونے کی حیثیت سے انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں ۔ ان سے ہر جائز فائدہ تو اٹھایا جا سکتا ہے کہ ان کی تخلیق کا مقصد یہی ہے لیکن ان پر ظلم و ستم کرنا سختی کرنا کسی بھی طرز کی زیادتی کرنا شرعاً اور اخلاقاً روا نہیں ۔

حیوانات کے حقوق

اسلام نے حقوق کو بڑی وسعت دی ہے ۔ اسلام میں حقوق کا دائرہ کائنات کی ہر شے تک پھیلا ہوا ہے ۔

سید سلیمان ندوی نے حقوق پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے ۔

" انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو یہ کہتے ہوئے ارشاد ربانی "

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا [۱]

(اللہ وہی تو ہے جس نے پیدا کیا تمہارے (نفع کے) لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب)

دنیا کی ہر شے سے اس کا ایک گونہ تعلق قائم ہو جاتا ہے ۔ جب انسان کا تعلق کائنات ارضی کی ایک ایک چیز سے ہے تو ظاہر ہے اس کی ذمہ داری بھی ہر چیز سے متعلق ہے جمادات سے

---

[۱] سورۃ البقرۃ : ۲۹ ۔

بھی کہ ان کو بے موقع نہ صرف کیا جائے نباتات سے بھی کہ ان کی نشو و نما اور تربیت کا موقع دیا جائے حیوانات سے بھی کہ ان کو بے سبب تکلیف نہ پہنچائی جائے اور ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھا جائے اور انسانوں سے بھی کہ ان کی ہر ضرورت میں مدد کی جائے ہر شے سے وہ نفع اٹھایا جائے جس کے لیے خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اور ان موقعوں پر اس کو صرف کیا جائے جن میں خدا نے اس کے صرف کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کو ہر اس پہلو سے بچایا جائے جس سے اس کی نفع رسانی کو نقصان پہنچے اسی ذمہ داری کا نام (انسان کی نسبت سے فرض اور متعلقہ اشیاء کی نسبت سے) حق ہے [۱]

انسانوں کے باہمی حقوق تو بہت کچھ ظاہر ہیں اور ان حقوق پر تمام مذاہب تمام ادیان اور تمام اقوام میں بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے لیکن حیوانات اور جاندار اشیاء کے حقوق کا کماحقہ تحفظ سوائے اسلام کے کہیں نہیں کیا گیا۔ حیوانات کے حقوق کی ادائیگی حُسنِ اخلاق کا ایک بنیادی اور لازمی حصّہ ہے۔ حُسنِ اخلاق کی اسلام میں جو حیثیت اور دین و ایمان کی دنیا میں اس کا جو بلند ترین رتبہ و مقام ہے اس کا اندازہ تفصیلات میں جائے بغیر صرف اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں ایمان کے کمال کا معیار جس چیز کو ٹھہرایا گیا ہے وہ حسنِ اخلاق ہے کہ یہی وہ پھل ہے جس سے ایمان کے درخت کی پہچان ہوتی ہے۔ صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکمل المؤمنین ایمانًا احسنهم خلقا۔ رواه ابوداؤد والدارمی [۲]

(تمام مومنوں میں کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے)۔

روئے زمین طرح طرح کے حیوانوں سے بھری ہوئی ہے۔ کہیں بار برداری اور سواری کے لیے اونٹ، گھوڑے ہیں تو کہیں انسان کو خوراک پہنچانے کے لیے گائے بھینس اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ ہیں کہیں ہرن جیسے بھولے بھالے اور معصوم جانور ہیں کہیں لومڑی جیسے مکار و عیار جانور ہیں کہیں بھیڑیے، چیتے اور شیر، جیسے خونخوار درندے موجود ہیں۔ کہیں چیونٹی جیسی کمزور مخلوق

---

[۱] سیرۃ النبی: ۶: ۱۸۴-۱۸۶ (قدرے تغیر کے ساتھ)

[۲] مشکوٰۃ المصابیح: ۴۳۲ طبع سعید کمپنی کراچی۔

تو کہیں پہاڑ جیسے جسم والے ہاتھی اور گینڈے ہیں پھر فضاؤں میں اڑتے پھرتے رنگ برنگے اور قدرت کی تخلیق کے شاہکار پرندوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں ۔ ان میں بھی چڑیا سے لے کر عقاب تک گوناگوں جسامتوں اور عادات و خصائل والے پرندے ہیں ۔

انسان اشرف المخلوقات ہے ۔ دنیا کی دیگر مخلوقات اس سے کمتر ہیں یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے اسی اعزاز کی وجہ سے وہ حیوانات اور جانوروں پر حکومت کرتا ہے اور ان سے خدمت لیتا ہے لیکن اسے نا سمجھی کہیے یا لالچ کہ وہ اس اعزاز کا اکثر ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے ۔ جانوروں ہی کو لیں مناسب خدمت لینے کی بجائے ان پر ظلم ڈھاتا ہے ۔ اس لیے تمام جہانوں اور تمام امتوں کے لیے رحمت بن کر مبعوث ہونے والے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بے زبان مخلوق کے لازمی حقوق پر خصوصی توجہ فرمائی ان پر ہونے والی ہر نوع کی زیادتی سے منع فرمایا اور حتی الامکان انہیں راحت و سکون بہم پہنچانے کی تلقین فرمائی ۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی تعلیمات کی وجہ سے جن کی تفصیل آگے آرہی ہے ، ہمارے اسلاف نے حیوانات اور جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی ایسی تابندہ مثالیں چھوڑی ہیں جن کی نظیر اسلام سے پہلے کی تاریخ میں نہیں ملتی ۔ علم حیوانات کے نامور ماہر الدمیری نے النمل (چیونٹی) کی بحث میں بیہقی کے حوالے سے ایک بڑا ایمان افروز واقعہ درج کیا ہے ۔ لکھتے ہیں :

وکان عدی بن حاتم الطائی یفتت الخبز للنمل ویقول: انھن جارات ولھن علینا حق الجوار[1]

ترجمہ :۔ حضرت عدی بن حاتم الطائی روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے چیونٹیوں کو ڈالا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ چیونٹیاں ہماری پڑوسی ہیں اور ہم پر ان کے پڑوس کا حق لازم ہے ۔

حیوانات کے ساتھ رعایت برتنے اور ان کے پڑوس کے خیال رکھنے کا اسی طرح کا ایک اور واقعہ ایک حنبلی عالم نے لکھا ہے ۔ فرماتے ہیں :

---

[1] کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری ، حیوٰۃ الحیوان ، ۲ : ۳۷۵ طبع مصر

نقل عن محمد بن داؤد انہ قیل لہ الرجل یدخل بیتہ حمام فیفرخ یاکل من فراخہ ؟ قال لا یعجبنی ھٰذا طیر جارہ[1]

ترجمہ :- محمد بن داؤد سے منقول ہے کہ ان سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک آدمی کے گھر میں کبوتر وغیرہ داخل ہو جائے اور وہاں وہ بچے دے دے تو کیا صاحب خانہ اس کے بچوں کو کھا سکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا مجھے یہ بات پسند نہیں کیونکہ یہ پرندہ اس کی پڑوسی ہے ۔

حقوق حیوانات سے متعلق اسلامی احکام

اب ان احکام، اوامر و نواہی، تعلیمات اور اصلاحات کو ملاحظہ فرمائیے جو دینِ رحمت، اسلام اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوانات کے حقوق ان پر شفقت و رحمت کرنے اور ظلم و ستم نہ کرنے کے سلسلے میں ارشاد فرمائی ہیں ۔

بلاوجہ ہلاک کرنے کی ممانعت

گذشتہ صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ حیوانات بھی اللہ کی مخلوق اور مختلف امتیں ہیں اور انہیں محض انسان کی خدمت اور نفع رسانی کے لیے پیدا کیا گیا ہے لہٰذا ان حیوانات کے ساتھ ہر وہ رویہ جائز نہ ہوگا جو ان سے جائز نفع اٹھانے کے لیے اختیار نہ کیا گیا ہو ان پر بلاوجہ ظلم اور ان کی ہلاکت کا باعث بنتا ہو ۔ کائنات ارضی کی تمام مفید اشیاء کے تباہ و برباد کرنے کو قرآن مجید نے تخریب کاری اور فساد سے تعبیر کیا ہے ۔ اللہ کریم نے ایک تخریب کار اور فسادی کا تذکرہ کرتے ہوئے اُس کی اس قابلِ نفرت عادت کی مذمت اور اس پر ناپسندیدگی کا اظہار یوں فرمایا ہے :

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْھَا وَیُھْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ۔ (سورۃ البقرہ ۲ : ۲۰۵)

(اور جب وہ پیٹھ پھیر جاتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں رہتا ہے کہ زمین پر فساد کرے

---

[1] شمس الدین المقدسی : الآداب الشرعیۃ : ۳ : ۳۶۱ طبع ریاض ۔

اور کھیتی اور جانوروں کو تلف کر دے درآنحالیکہ اللہ فساد کو بالکل پسند نہیں کرتا) ۔

اس آیت کریمہ میں "النسل" سے مراد جہاں انسان اور اولاد انسانی لی گئی ہے وہیں اس سے مراد حیوانات اور چوپائے بھی لیے گئے ہیں ۔ ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں النسل کے دو معانی لکھے ہیں :

وَالنسل من الناس والانعام۔ (نسل سے مراد انسان اور چوپائے ہیں) ۔

وَالنسل من کل شی من الحیوان[1] (نسل کا اطلاق ہر حیوان پر ہے) ۔

امام رازی نے النسل پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے :

امّا النسل فهو علیٰ هذا التفسیر نسل الدواب[2]

(اس تفسیر کی رُو سے نسل سے مراد چوپایوں کی نسل ہے)

یہ اور اس سے ماقبل و بعد کی آیات کریمہ کے شانِ نزول کی روایتوں میں آتا ہے کہ قبیلہ ثقیف کا ایک شخص خوش منظر و خوش تقریر اخنس بن شریق نامی تھا ۔ مجلسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جب آتا تو خوب لمبے چوڑے دعوے اپنے ایمان و اسلام کے کرتا ۔ بات بات پر خدا کو گواہ ٹھہراتا لیکن جب مجلس سے اٹھ کر چلا جاتا تو طرح طرح کی عملی شرارتوں میں لگ جاتا ۔ ایک مرتبہ اس نے ایک مسلمان قبیلہ کے کھیت جلوا دیے اور ان کے مویشیوں کو ہلاک کر ڈالا تو یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں ۔ لیکن شانِ نزول کی روایتوں کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آیت کا انطباق صرف اسی خاص شخص تک محدود ہے بلکہ جہاں کہیں بھی وہ صفات پائی جائیں گی وہاں وہ آیت بھی چسپاں ہوگی اس لیے مفسر رازی نے اکثر محقق مفسرین کے حوالے سے فرمایا :

ان هذه الایة عامة فی حق کل من کان موصوفاً بهذه الصفات المذکورة[3]

---

[1] ابن جریر : تفسیر طبری : ۴ : ۲۴۲ طبع مصر

[2] امام رازی : تفسیر کبیر : ۵ : ۲۲۰ طبع مصر

[3] ایضاً ص ۲۱۶

(بے شک یہ آیت کریمہ ہر اس شخص کے حق میں عام ہے جس میں یہ مذکورہ صفات پائی جائیں گی) ۔

ب ۔ یوں تو جانوروں کے ساتھ ظلم وزیادتی کا رواج ہر قوم ہر خطے اور ہر زمانے میں رہا ہے تاہم دورِ جاہلیت میں قدیم عرب اس معاملے میں حد سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے بے زبانوں کو بے انتہا اذیتیں پہنچانا اور جان سے مار دینا معمولی بات اور کھیل تماشہ سمجھا جاتا تھا ۔ جانوروں کو بے دریغ ہلاک کر دینے کے بارے میں ان کی ایک فخریہ عادت کا سید سلیمان ندوی نے یوں ذکر کیا ہے :

"اہلِ عرب وحشت اور قساوت کی وجہ سے حیوانات پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے وہ جانوروں کو اندھا دھند مار گراتے تھے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ تم ان کو کھا جاؤ اور اس کو فیاضی سمجھتے تھے ، دو آدمی شرط باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور باری باری سے اپنا اپنا ایک اونٹ ذبح کرتا چلا جاتا تھا ، جو رُک جاتا وہ ہار جاتا یہ سب جانور دوست واحباب کی دعوت میں نذر ہو جاتے تھے یہ بھی فیاضی سمجھی جاتی تھی ، ان واقعات کا ذکر اشعار عرب میں موجود ہے ، ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب کوئی مرجاتا تو اس کی سواری کے جانور کو اس کی قبر پر باندھتے تھے اور اس کو دانہ گھاس اور پانی نہیں دیتے تھے اور اسی حالت میں سوکھ کر مرجاتا ۔ ایسے جانور کو بلیہ کہتے تھے اسلام آیا تو اس نے اس سنگدلی کو مٹا دیا"[1]

ج ۔ بلا ضرورت کسی جانور کو مارنا خصوصاً ان جانوروں کو جو حلال ہیں اور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے مار دینے پر آخرت میں بھی باز پرس ہوگی ۔ اس لیے کوئی انسان یہ نہ سمجھے کہ کسی جانور کو اگر اس نے اپنے شوق کی تسکین کے لیے غلیل یا ائرگن سے مار دیا تو کیا ہو جائے گا ۔ ممکن ہے دنیا میں تو کچھ نہ ہو مگر اُس دن اِس ظلم پر گرفت ضرور ہوگی جس دن اللہ کے سوا آدمی کا کوئی حامی ومددگار نہ ہوگا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

---

[1] سیرۃ النبی : ۶ : ۳۰۲ طبع لاہور ۱۹۷۵ء ۔

من قتل عصفورًا فما فوقها بغیر حقها سأله الله عن قتله قیل یا رسول الله ما حقها قال ان یذبحها فیأکلها ولا یقطع رأسها فیرمی بها رواه احمد[1]

ترجمہ:۔ جس شخص نے کنجشک یا اس سے چھوٹے جانور کو اس کے حق کے بغیر قتل کیا تو خدا اس کے متعلق اس سے بازپرس کرے گا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اس کو ذبح کرے اور کھائے یہ نہیں کہ اس کا سر کاٹ کے پھینک دے۔

ایک دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا ضرورت ماری جانے والی چڑیا بارگاہِ الٰہی میں فریاد اور اپنے قاتل کی شکایت کرے گی۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

من قتل عصفورًا عبثًا عجّ الی الله عزوجل یوم القیامة یقول یا رب ان فلانًا قتلنی عبثًا ولم یقتلنی لمنفعة[2]

ترجمہ:۔ جس آدمی نے کسی چڑیا کو کھیل کود اور مذاق میں فضول مار دیا تو وہ قیامت کے دن اللہ کے حضور اپنی آواز بلند کرے گی اور عرض کرے گی اے بارالہا! فلاں آدمی نے مجھے فضول مارا۔ میرے مارنے میں اس کی کوئی منفعت نہ تھی۔

حافظ ہیثمی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے اس کے آخر میں ہے کہ چڑیا اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے گی:

فلا هو انتفع بقتلی ولا هو ترکنی فاعش فی ارضك[3]

(اس نے میرے قتل سے نہ تو کوئی فائدہ اٹھایا اور نہ مجھے چھوڑ دیا کہ میں تیری زمین میں دانہ دنکا چگ کر گزارا کرتی)۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح: ۳۵۸ - ۳۵۹ طبع سعید کمپنی کراچی۔

[2] احمد ابن شعیب النسائی: سنن نسائی: ۲: ۱۸۶ طبع نور محمد کراچی۔

[3] نور الدین ہیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج ۴ ص ۳۰ طبع بیروت

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی حلال اور ماکول جانور کو کھانے کے بغیر کسی اور مقصد کے لیے ذبح کرنا پسندیدہ نہیں۔ جب حلال جانوروں کا یہ حکم ہے تو جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا انہیں بلا وجہ مار دینا بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوگا۔

چیونٹیاں جلانے پر ایک پیغمبر کو تنبیہ

کسی بھی جانور کو بلا ضرورت اور بلا وجہ ہلاک کر دینا اللہ کریم کے نزدیک کتنا سنگین معاملہ ہے اور ساری مخلوق اللہ کریم کو کتنی عزیز ہے اس کا اندازہ صحاح ستہ کی ایک حدیث سے ہوتا ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انبیائے کرام میں سے ایک نبی محترم کسی درخت کے نیچے اترے تو ان کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ انہوں نے اپنا سامان وہاں سے ہٹانے کا حکم دیا پھر تمام چیونٹیوں کو آگ سے جلا دیا۔ اس پر رب تعالیٰ نے ان کو وحی کے ذریعے تنبیہ فرمائی کہ صرف ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہ جلایا؟" [1]

مطلب یہ ہے کہ قصور تو صرف ایک چیونٹی کا تھا باقی چیونٹیاں تو قصور وار نہ تھیں۔ ان کو بلا وجہ جلا دینا مناسب نہ تھا۔ کسی جانور کو آگ میں ڈال دینے کی سزا اس پیغمبر کی شریعت میں جائز تھی اس لیے انہوں نے ایسا فرمایا۔ مگر ہماری شریعتِ محمدیہ میں کسی کو آگ میں جلانے کی سزا دینا جائز نہیں ہے۔ ایک روایت میں پیغمبر کو تنبیہ کے الفاظ یوں ہیں:

ان قرصتك نملة احرقت امة من الامم تسبح۔ (متفق علیہ) [2]

(کہ آپ کو ایک چیونٹی نے کاٹا اور آپ نے اللہ کی تسبیح کرنے والی چیونٹیوں کی ساری جماعت کو جلا دیا)۔

---

[1] (ا) بخاری شریف ۱ : ۴۶۷ طبع کرزن پریس دہلی۔
(ب) ابوداؤد شریف: ۲ : ۷۱۴ طبع کانپور
[2] مشکوٰۃ المصابیح : ۳۶۱ طبع کراچی۔

باندھ کر نشانہ بازی کی ممانعت

عرب کے اوباش لوگوں نے اپنا نشانہ پختہ بنانے کا ایک عجیب اور ظالمانہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا ۔ وہ کسی بھیڑ بکری کے بچے ، مرغی یا کسی اور جانور کو ایک جگہ باندھ کر اپنے نشانہ کا تختۂ مشق بناتے ۔ جس آدمی کا تیر بے چارے جانور کو لگ جاتا وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا ۔ اُدھر جانور کی تڑپ اِدھر کھلنڈرے لڑکوں کا رقص ، عجیب تماشہ ہوتا تھا ۔ جانور تیر پر تیر کھا کر مر جاتا تو اس کے گوشت سے دعوت اڑائی جاتی ۔ اللہ رحمٰن ورحیم کے رؤف و رحیم نبی نے ایسے سفاکانہ فعل کے مرتکب پر لعنت فرمائی اور ایسے گوشت کو ناجائز قرار دیا ۔ متفق علیہ روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک حکم بن ایوب کے گھر داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ کچھ لڑکوں نے ایک مرغی کو باندھ رکھا ہے اور اس پر تیروں سے نشانہ بازی کر رہے ہیں حضرت انس نے ایسا دیکھا تو فرمایا :

نهى النبى صلى الله عليه وسلم ان تصبر البهائم [1]

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوپایوں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا) ۔

ب ۔ مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں روایت ہے کہ :

ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لا تتخذوا شيئا فيه الروح غرضًا [2]

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کسی ایسی چیز کو نشانہ نہ بناؤ جس میں روح ہو)

ج ۔ پھر اس طرح باندھ کر تیروں سے مارے گئے جانور کے کھانے سے نہی فرمائی گئی ۔ ترمذی شریف میں ہے :

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اكل المجثمة وهى التى

---

[1] (ا) بخاری شریف : ۲ : ۸۲۸ طبع کرزن پریس دہلی ۔
(ب) مسلم شریف : ۲ : ۱۵۳ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی ۔
(ج) ابوداؤد : ۲ : ۳۸۹ طبع کانپور

[2] مسلم بن الحجاج قشیری ، صحیح مسلم : ۲ : ۱۵۳ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی ۔

تصبیر بالنبل [1]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مجثمہ" کے کھانے سے منع فرمایا اور مجثمہ وہ جانور ہے جسے باندھ کر تیروں سے مارا جائے)۔

د۔ جانوروں کو باندھ کر ان پر نشانہ بازی کرنا اخلاقی، قانونی اور اخروی اعتبار سے اسلام میں کتنا بڑا جرم ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایسا کرنے والے پر اس ذات نے لعنت فرمائی ہے یعنی بد دعا دی ہے جس نے اپنے دشمنوں کو بھی کبھی بد دعا نہیں دی۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابن عمر یحییٰ ابن سعید کے پاس تشریف لائے۔ یحییٰ مذکور کا ایک لڑکا ایک مرغی کو باندھ کر تیر کا نشانہ بنا رہا تھا۔ ابن عمر مرغی کی طرف گئے اسے کھول دیا پھر مرغی اور لڑکے کو گھر والوں کے پاس پکڑ کر لائے اور فرمایا اس کو ایسا کرنے سے منع کرو کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے منع کرتے ہوئے سنا کہ کسی چوپائے یا کسی اور جانور کو باندھ کر مارا جائے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ یوں ہے کہ کچھ لوگ مرغی کو باندھ کر نشانہ بنا رہے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو آپ کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ آپ نے پوچھا ایسا کس نے کیا ہے؟ جو لوگ ایسا کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی ہے [2]

زندہ جانور کا گوشت کاٹنے کی ممانعت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے جانوروں کے ساتھ ایک بے رحمانہ سلوک یہ بھی دیکھا کہ لوگ زندہ اونٹ کے کوہان یا دنبہ کی دُم کی چکی کاٹ کر کھا جاتے تھے۔ یوں جانور ناکارہ ہو جاتے کچھ کھاتے نہ پیتے اور اکثر اسی صدمہ سے جان دے دیتے تھے۔ آنجناب نے جانوروں کو یوں اذیت دینے سے منع فرمایا اور ایسے گوشت کو مردار اور حرام قرار دیا۔ فرمایا۔

---

[1] ابو عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی: ۲۳۲ طبع نور محمد کراچی۔

[2] بخاری شریف کتاب الصید والذبائح: ۲: ۸۲۸ - ۸۲۹ طبع کرزن پریس دہلی۔

ما يقطع من البهيمة وهى حية فهو ميتة" [1]

(جو گوشت کسی زندہ چوپائے سے کاٹا جائے وہ مُردار ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کا مُثلہ کرنے یعنی ان کے زندہ ہونے کی حالت میں کسی عضو کے کاٹنے سے منع فرمایا اور ایسا کرنے والے کو ملعون (رحمت ایزدی سے دور) قرار دیا [2]

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "شریطۃ الشیطان" کے کھانے سے منع فرمایا۔ اس روایت کے ایک راوی ابن عیسیٰ نے شریطہ کی وضاحت یوں کی کہ اس سے مراد ایسا ذبیحہ ہے جس کی جلد تو کاٹ لی جائے مگر اس کی رگیں نہ کاٹی جائیں اور اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ تڑپ تڑپ کر جان دے دے [3]

گالی گلوچ سے ممانعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوانات کے حقوق کی یہاں تک رعایت فرمائی کہ جانوروں کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا۔ کیونکہ جس طرح انسانوں میں بعض لوگ بڑے مبارک ہوتے ہیں اسی طرح حیوانات میں بھی بعض حیوان بڑے باعث خیر و برکت ہوتے ہیں۔ مرغ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تسبوا الديك فانه يوقظ للصلوة [4]

(مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ وہ نماز کے لیے لوگوں کو بیدار کرتا ہے)

ایک روایت میں" فانه يدعوا الى الصلوة "(کیونکہ وہ نماز کے لیے بلاتا ہے) کے الفاظ بھی آئے ہیں اس حدیث کے ذیل میں الدمیری نے امام حلیمی کے حوالے سے ایک بڑی شاندار بات

---

[1] جامع ترمذی ابوب الصید : ۲۳۳ طبع نور محمد کراچی

[2] بخاری شریف ، ۲ : ۸۲۹ طبع کرزن پریس دہلی

[3] مشکوٰۃ المصابیح : ۳۵۸ طبع سعید کمپنی کراچی ۔

[4] ابوداؤد شریف : ۲ : ۶۹۶ طبع کانپور

لکھی ہے۔ فرماتے ہیں :

قال الامام الحلیمی فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "فانہ یدعوالی الصلوٰۃ" دلیل علیٰ ان کل من استفید منہ خیرلاینبغی ان یسب ویستھان بہ بل حقہ ان یکرم ویشکر ویتلقی بالاحسان[1]

(امام حلیمی نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد" فانہ یدعوالی الصلوٰۃ" (کہ وہ نماز کے لیے بلاتا ہے) اس امر کی دلیل ہے کہ ہر وہ شے جس سے کوئی بھلائی حاصل ہو، مناسب نہیں ہے کہ اسے گالی دی جائے یا اس کی توہین کی جائے بلکہ وہ شے اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی عزت و احترام کیا جائے اس کا مشکور ہوا جائے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے)۔

ایک حدیث میں اونٹ کے متعلق فرمایا :

لاتسبوا الابل فان فیھا رقوء الدم ومھر الکریمۃ[2]

(اونٹ کو گالی نہ دو کیونکہ اس میں خون کا منقطع ہونا اور انسانی جان کا مہر ہوتا ہے)

یعنی اونٹ کو خون بہا میں دے کر مزید خون بہانے سے روک دیا جاتا ہے اور اس کے ذریعے قاتل کا خون بہنے سے بچ جاتا ہے اور یوں یہ جانور دو مخالف گروہوں میں صلح کا باعث بنتا ہے۔

امام مسلم نے "باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا" (چوپایوں وغیرہ کو لعنت سے نہی کے باب) میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر فرما رہے تھے۔ اس سفر میں انصار کی ایک عورت بھی اونٹنی پر سوار تھی کہ اس کی اونٹنی بے قرار اور زچ ہونے لگی تو اس عورت نے اونٹنی پر لعنت بھیجی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو ساتھیوں سے فرمایا اس اونٹنی پر جو کچھ لدا ہے اتار لو اور اس کو خالی چھوڑ دو کیونکہ اس کو ملعون قرار دیا گیا ہے[3]

---

[1] کمال الدین الدمیری: حیٰوۃ الحیوان: ۱: ۴۹۱ طبع مصر۔

[2] " " : ۱ : ۲۳ "

[3] مسلم شریف : ۲ : ۳۲۳ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحؒ نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ نے یہ حکم بطور تنبیہ فرمایا تھا کیونکہ اس سے قبل آپ جانوروں پر لعنت بھیجنے سے منع فرما چکے تھے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بھی جانور کو بُرا بھلا کہنا، گالی گلوچ کرنا، لعنت ملامت کرنا مسلمان کے شایانِ شان نہیں ۔

منہ پر مارنے اور داغنے سے ممانعت

جس طرح انسان کا چہرہ تمام اعضائے بدن میں سے محترم اور نازک ہے اسی طرح تمام حیوانات کے چہرے بھی اسلام کے نزدیک قابل احترام ہیں۔ کسی بھی حیوان کو بقدر حاجت مارنے کی اجازت ہے مگر اس کے چہرے پر مارنے یا اس کے منہ پر داغ دینے سے منع فرمایا گیا ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ :

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الضرب فی الوجه وعن الوسم فی الوجه [1]

(رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ دینے سے منع فرمایا) ۔

حضرت جابر سے دوسری روایت یوں ہے کہ ایک مرتبہ ایک گدھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزرا جس کے چہرے پر داغ دیا گیا تھا تو آپؐ نے فرمایا !

لعن اللہ الذی ــــ وسمه [2]

(اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جس نے اس کے چہرے کو داغ دیا)

اس حدیث کی شرح میں امام نووی نے لکھا ہے کہ چہرے پر مارنے سے ممانعت ہر حیوان کو شامل ہے مثلاً گدھا، گھوڑا، خچر، بیل اونٹ، بکری وغیرہ اور چہرے پر داغ دینے کے متعلق فرمایا : "اما الوسم فی الوجه فمنھی عنه بالاجماع للحدیث"۔ (اس حدیث کی رُو سے چہرے پر داغ دینا بالاجماع منع ہے) البتہ آدمی کے سوا دیگر حیوانات

---

[1] مسلم بن الحجاج : جامع مسلم : ۲ : ۲۰۲

[2] ایضاً

جسم کے دوسرے حصّوں مثلاً کان ران وغیرہ پر بعض صورتوں مثلاً دوسرے جانوروں سے ممتاز کرنے یا اس پر کوئی علامت وغیرہ لگانے کے لیے داغ دیا جاسکتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے اونٹوں اور بکریوں کو ان مقاصد کے لیے داغا ہے۔

بے ضرر جانوروں کو مارنے سے ممانعت

انسان کے لیے ایذارساں اور نقصان دہ قسم کے جانوروں مثلاً کاٹ کھانے والے کتے، شیر، چیتے، بھیڑئیے، سانپ، بچھو، چوہے چھپکلی یا فصلوں کے لیے نقصان دہ کیڑے مکوڑوں کو مار دینے کی اسلام نے اجازت دی ہے[۱] مگر ان تمام جانوروں کو مارنے کی شرعًا اجازت نہیں ہے جو کسی بھی درجے میں انسان کو ضرر نہیں پہنچاتے اور اپنے خالق و رازق کی عطا کردہ روزی پر گزارہ کرتے ہیں یا ان سے انسان کو کوئی نہ کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

نهى رسول الله عن قتل اربعة الهدهد والصرد والنمل و النحلة[۲]

(رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار جانوروں کے مارنے سے منع فرمایا۔ ہدہد، صرد (ایک پرندے کا نام ہے) چیونٹی اور شہد کی مکھی۔

ایک حدیث میں ٹڈی کو مارنے سے منع فرمایا دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کے مارنے سے منع فرمایا اور مزید یہ فرمایا کہ اس کا ٹرانا اللہ کی تسبیح کرنا ہے[۳]

---

۱ ا۔ الفتح الربانی ترتیب مسند احمد : ۱۶ : ۱۳ - ۱۹ طبع قاہرہ۔
ب۔ الدمیری : حیٰوۃ الحیوان : ۲ : ۳۷۵ - ۳۷۶ طبع مصر۔
ج۔ شمس الدین المقدسی : الآداب الشرعیہ : ۳ : ۳۶۲ - ۳۶۳ طبع ریاض۔

۲ ا۔ صحیح ابن حبان : ۶ : ۳۶۴ طبع شیخوپورہ پاکستان۔
ب۔ ابوداؤد : ۲ : ۱۴۷ طبع کانپور۔

۳ ہیثمی : مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج ۴ طبع بیروت۔

بے جا استعمال کی ممانعت

حیوانات کے سلسلے میں اسلام نے ایک اصول یہ دیا ہے کہ جو حیوان جس مقصد، جس غرض جس منفعت اور جس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس سے وہی کام لیا جائے۔ اس کی طبیعت فطرت اور جبلت سے ہٹ کر کوئی دوسرا کام نہ لیا جائے۔ جانور بے چارا تو بے زبان ہے انسان کو خود دیکھنا چاہیئے کہ اسے اس کے صحیح مصرف پر لگایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اصول کو ایک تمثیلی حکایت میں یوں واضح فرمایا کہ "ایک آدمی بیل پر سوار جا رہا تھا کہ دفعۃً اس نے منہ پھیر کر سوار سے کہا کہ میں اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، میں تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہوں[1]،، جن جانوروں کو اللہ نے سواری باربرداری اور زینت کے لیے پیدا کیا ہے ان سے یہی کام لیا جائے نہ یہ کہ ان کو کھانا شروع کر دیا جائے غالباً یہی وجہ ہے کہ شریعت نے گھوڑے گدھے خچر وغیرہ کا گوشت حرام قرار دیا ہے اور جن جانوروں کو قدرت نے غذا کے لیے پیدا کیا ہے ان کو غذا کے طور پر ہی استعمال کیا جائے۔ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں بیلوں اور بھینسوں کو جو گاڑیوں کے آگے جُوتا جاتا ہے اور ان سے باربرداری کا کام لیا جاتا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔ گائے بیل بھینس وغیرہ تو کھانے کے لیے یا ہل چلانے کے واسطے ہے نہ کہ باربرداری کے لیے۔

پریشان کرنے سے ممانعت

جس طرح انسان اپنے پہلو میں ایک حساس دل رکھتا ہے، خوشی و غمی کے واقعات سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح یہ چرند پرند بھی اپنے اندر ایک دل کا ٹکڑا رکھتے ہیں ان کا دل بھی خوشی و راحت محسوس کرتا کرتا اور غمگین و پریشان ہوتا ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حیوانات اور ذی روح چیزوں کو تنگ کرنے پریشان کرنے ستانے، بے سکون کرنے اور انہیں کوئی بھی دکھ و الم پہنچانے سے منع فرمایا۔ ایک صحابیہ حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

[1] بخاری شریف: ۱: ۳۱۲ طبع کرزن پریس دہلی۔

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اقروا الطیر علی مکناتھا[1]

(میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں پریشان نہ کرو)۔

ایک حدیث میں فرمایا:

لا تطرقوا الطیر فی اوکارھا فان اللیل امان لھا۔ رواہ الطبرانی[2]

(رات کے وقت پرندوں کو گھونسلوں میں تنگ نہ مارو کیونکہ رات ان کے لیے امان اور آرام کا وقت ہے)۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء نے رات کے وقت شکار کرنا مکروہ لکھا ہے۔

ب۔ حیوانات اور پرندوں کو پریشان نہ کرے اور انہیں تکلیف نہ دینے کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ ایک صحابی فرماتے ہیں۔

"ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے ہم نے چڑیا کی قسم کا ایک پرندہ دیکھا اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا تو چڑیا فرطِ محبت میں ہمارے سروں پر منڈلانے لگی۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ آپ چڑیا کو پریشانی کے عالم میں منڈلاتے دیکھا تو فرمایا کس نے اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف دی؟ اس کے بچوں کو اس کی طرف واپس لوٹا دو۔ پھر آپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی (بل۔ سوراخ) کو دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا تو پوچھا کس نے ان چیونٹیوں کو جلایا؟ ہم نے عرض کیا: ہم نے۔ فرمایا آگ کی سزا دینا صرف آگ کے پروردگار ہی کے لیے سزاوار ہے[3]"

---

[1] سنن ابی داؤد: ۲: ۳۹۲ طبع کانپور

[2] نورالدین ہیثمی مجمع الزوائد: ۴: ۳۰ طبع بیروت

[3] سنن ابی داؤد: ۲: ۳۶۳ طبع کانپور

ج ۔ کسی پرندے کو پریشان و بے قرار دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رگِ رحمت کے پھڑکنے کا ایک اور واقعہ حدیث کی کتابوں میں یوں لکھا ہے کہ ایک صحابی بیان کرتے ہیں :

ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا جس نے اوپر چادر لے رکھی تھی اور اس کے ہاتھ میں کوئی شئے تھی جسے اس نے لپیٹ رکھا تھا ۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ! میں آتے ہوئے درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا تو اس جھنڈ میں میں نے ایک پرندے کے بچوں کی آواز سنی میں نے ان بچوں کو پکڑ کر اپنی چادر میں ڈال لیا اتنے میں ان کی ماں بھی آگئی اور وہ میرے سر پر منڈلانے لگی میں نے اس کے بچوں سے کپڑا ہٹایا تو وہ ان کے اوپر آکر بیٹھ گئی چنانچہ میں نے تمام بچوں مع ان کی ماں کو اپنی چادر سے لپیٹ لیا اور وہ سب یہ میرے پاس ہیں ۔ حضور نے فرمایا ان کو نیچے رکھ دے ۔ اس آدمی نے ان کو زمین پر رکھ دیا مگر ماں نے اُڑنے کا نام تک نہ لیا ۔ صحابہ ماں کی اس ممتا کو دیکھ کر تعجب کرنے لگے تو آپ نے فرمایا ۔ کیا تم ان بچوں کی ماں کے اپنے بچوں پر یوں رحم کرنے پر تعجب کر رہے ہو ؟ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جتنی محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے ۔ پھر اس آدمی سے فرمایا ان بچوں کو لے جا اور اسی جگہ رکھ دے جہاں سے ان کو تو نے اٹھایا تھا چنانچہ وہ آدمی ان کو واپس لے گیا [۱]

شہر فسطاط اور ایک کبوتر :

مولانا معین الدین ندوی نے معجم البلدان کے حوالے سے عہد فاروقی میں نئے بسائے گئے شہروں کا تذکرہ کرتے ہوئے فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ایک کبوتر کے ساتھ رحمدلانہ سلوک کا ایک ایمان افروز واقعہ لکھا ہے ۔ فرماتے ہیں :

" فسطاط ، دریائے نیل اور جبل مقطم کے درمیان ایک کف دست میدان تھا حضرت عمرو

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح : ۲۰۸ طبع سعید کمپنی کراچی ۔

بن العاص فاتح مصر نے اثنائے جنگ میں یہاں پڑاؤ کیا، اتفاق سے ایک کبوتر نے ان کے خیمہ میں گھونسلہ بنا لیا۔ عمرو بن العاص نے کوچ کے وقت قصداً اس خیمہ کو چھوڑ دیا کہ اس مہمان کو تکلیف نہ ہو۔ مصر کی تسخیر کے بعد انہوں نے حضرت عمر کے حکم سے اسی میدان میں ایک شہر آباد کیا چونکہ خیمہ کو عربی میں فسطاط کہتے ہیں، اس لیے اس شہر کا نام فسطاط قرار پایا۔" [1]

طاقت سے زیادہ کام نہ لینے کی ہدایت

اسلام میں جانوروں سے نفع اٹھانے اور ان سے خدمت حاصل کرنے میں اس امر کا لحاظ ضروری ہے کہ جانور کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ اتنا کام نہ لیا جائے کہ وہ مصیبت میں پڑ جائے اس پر اتنا ہی بوجھ لادا جائے جتنا وہ بآسانی اٹھا سکتا ہے اسے اتنا ہی دور مسافت پر لے جایا جائے جتنی مسافت وہ طے کر سکتا ہے اور اتنا وقت ہی کام لیا جائے جتنے کا وہ متحمل ہو سکتا ہو۔ حتیٰ کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی نے کوئی جانور کرایہ پر لیا پھر اس پر طے شدہ وزن سے زیادہ وزن ڈال دیا یا مقررہ سفر سے زیادہ سفر کیا جس کی وجہ سے وہ چوپایہ مر گیا تو کرایہ دار اس جانور کا تاوان ادا کرے گا [2] فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جانور کو ایسی تکلیف دینا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا مثلاً بہت بوجھ لادنا اور برابر اس کو چلانا وغیرہ مکروہ ہے [3]

جانور کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دینے کو ہمارے اسلاف اور صوفیاء نے بڑی شدت سے محسوس کیا ہے۔ اس چیز کو انہوں نے معمولی نہیں سمجھا بلکہ جانور کے "تکلیف مالا یطاق" دینے کو اخروی باز پرس کی ایک وجہ قرار دیا ہے۔ امام غزالی نے معروف صحابی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا اپنی موت کے قریب ایک بڑا ایمان افروز اور خدا خوفی کا جملہ لکھا ہے جو انہوں نے اپنے اونٹ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ فرمایا:

---

[1] خلفائے راشدین ص ۱۳۳ طبع دار المصنفین اعظم گڑھ

[2] عامہ کتب فقہ: کتاب الاجارہ

[3] فتاویٰ عالمگیری (مترجم): ۲ : ۲۷، طبع شیخ غلام علی لاہور

ایھا البعیر لا تخاصمنی الی ربك فانی لم اك احملك فوق طاقتك [1]

(اے اونٹ اپنے پروردگار کے ہاں میرے ساتھ جھگڑا نہ کرنا کیونکہ میں تجھ پر تیری طاقت سے زیادہ بار لادنے والا نہ تھا)۔

اسی طرح جانوروں کے معاملے میں حضرت عبداللہ بن مبارک کے انتہائی تقویٰ اور احتیاط کا ایک عجیب واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ آپ کرایہ کے چوپائے پر سوار تھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا میرا یہ رقعہ لیتے جائیں اور فلاں آدمی کو پہنچا دیں۔ فرمایا میں اس وقت تک یہ رقعہ نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ سواری کے مالک سے اجازت نہ لے لوں کیونکہ اس سے چوپائے پر اس رقعہ کے اٹھانے کی بات نہیں ہوئی تھی [2]

امام غزالی نے جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے کو اور اسے اذیت پہنچانے کو ایک ایسا گناہ قرار دیا ہے جس پر قیامت کے دن گرفت ہوگی۔ فرماتے ہیں:

من اذی بھیمۃ بضرب او حمل مالا تطیق طولب بہ یوم القیامۃ [3]

(جس آدمی نے کسی چوپائے کو مار کر تکلیف پہنچائی یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادا تو بروز قیامت اس کو پوچھا جائے گا)۔

بارگاہ نبوی میں ایک اونٹ کی شکایت

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ باغ میں موجود

---

[1] امام غزالی: احیاء علوم الدین: ۲: ۲۵۴ طبع مصر ۱۳۵۸ھ

[2] ایضاً

[3] ایضاً

ایک اونٹ نے آپؐ کو دیکھا تو بلبلایا، پھُوٹ پھُوٹ کر رویا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ نبی رحمتؐ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی کنپٹی پر شفقت کا ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہوگیا۔ پھر آپ نے پوچھا اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟ ایک انصاری نوجوان حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا ہے۔ فرمایا کیا تو اس جانور کے بارہ میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا اللہ کریم نے تجھے مالک بنایا ہے۔ اس اونٹ نے مجھ سے یہ شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کو مشقت و تکلیف میں ڈالتے ہو۔[۱]

بھُوکا پیاسا نہ رکھنے کا حکم

یہ بات پیچھے گذر چکی ہے کہ حیوانات کو اللہ کریم نے انسان کی خدمت اور نفع رسانی کے لیے تخلیق فرمایا ہے۔ لہٰذا حیوانات کے نفع رسانی ہونے کی وجہ سے نیز اس جہت سے بھی کہ وہ اللہ کی مخلوق اور انسان کے مملوک ہیں، اسلام نے ہمیشہ ان کے آرام و سکون کا خیال رکھنے اور ان کی مناسب حفاظت، دیکھ بھال اور خوراک مہیا کرتے رہنے کی تلقین کی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گذرے جس کی پیٹھ (بھوک اور پیاس کے سبب سے) پیٹ سے لگی ہوئی تھی رحمتؐ عالم نے (اسے اس کسمپرسی کی حالت میں دیکھ کر) فرمایا:

اتقوا اللہ فی ھذہ البھائم المعجمۃ فارکبوھا صالحۃ وکلوھا صالحۃ[۲]

ان بے زبان چوپایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو تم ان پر سوار ہو درآنحالیکہ (سواری کے) لائق ہوں اور ان کو کھاؤ (ذبح کرو) درآنحالیکہ (کھانے کے) لائق ہوں۔

ب۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر پڑھنے کے لیے تشریف لائے آپ دیکھا کہ مسجد کے باہر ایک اونٹنی بندھی ہوئی ہے آپ نے

---

[۱] سنن ابی داؤد ۱: ۳۴۵ طبع کانپور
[۲] ایضاً

پوچھا اس اونٹنی کا مالک کہاں ہے؟ مگر کوئی آدمی نہ بولا۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے نماز سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو اونٹنی بدستور بندھی ہوئی تھی۔ آپ نے پھر پوچھا اس کا مالک کہاں ہے؟ ایک صاحب نے عرض کیا میں ہوں۔ فرمایا کیا تو اس اونٹنی کے معاملے میں اللہ سے نہیں ڈرتا یا تو اس کو چارہ ڈال یا اس کو چھوڑ دے کہ یہ خود اپنے لیے کھانے کی کوئی چیز تلاش کرے لے[1]

ج۔ جانوروں کے آرام و آسائش اور کھانے دانے کا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں تک خیال فرمایا ہے اس کا اندازہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی اس حدیث سے لگائیے کہ آپؐ نے فرمایا:

"جب تم لوگ سرسبزی اور شادابی کے زمانے میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین کی سرسبزی سے فائدہ پہنچاؤ اور جب قحط کے زمانے میں سفر کرو تو انکو تیزی کے ساتھ چلاؤ"[2]

تاکہ قحط کیوجہ سے اس کو گھاس یا چارے پانی کی جو تکلیف رستہ میں ہوتی ہے اس سے وہ جلد نجات پائے۔

د۔ جانوروں کے چارہ پانی اور نفقہ کے بارے میں صاحب ہدایہ مرغینانی نے لکھا ہے کہ "جانوروں کے چارہ پانی کے بارے میں مالک کو مجبور تو نہیں کیا جاسکے گا مگر از راہ دیانت اس کو حکم دیا جائے گا کہ ان جانوروں کو نفقہ دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو حیوان کو تکلیف دینا حرام و ممنوع کیا جبکہ چارہ نہ دینے میں یہ بات موجود ہے اور دوم آپؐ نے مال برباد کرنے سے منع فرمایا اور چارہ نہ دینے میں مال کو برباد کرنا لازم آتا ہے اور امام ابو یوسفؒ سے یہ بھی روایت ہے کہ مالک کو مجبور کیا جائے گا کہ جانوروں کو نفقہ دے اور صحیح بات وہی ہے جو ہم اول بیان کر چکے"۔ صاحب ہدایہ کی اس عبارت کے تحت "فائدہ" میں مترجم ہدایہ مولانا سید امیر علی نے ایک حدیث کے حوالے لکھا ہے کہ جانور کو چارہ دینے پر مالک کو مجبور کیا جائے گا جیسا کہ امام ابو یوسف سے روایت ہے اور یہی قول امام شافعیؒ، امام مالک اور امام احمد کا ہے اور ابن الہمام نے کہا کہ یہی حق ہے[3]

---

[1] مسلم شریف: ۲: ۱۴۴ طبع کراچی

[2] نورالدین ہیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۸: ۱۹۶-۱۹۷ طبع بیروت۔

[3] مرغینانی۔ ہدایہ (مترجم): ۲: ۳۵۲-۳۵۳ طبع لاہور۔

درمختار میں ہے :

دابة مشترکة بین اثنین امتنع احدهما من الانفاق اجبره القاضی ویؤمر اما بالبیع واما بالانفاق علی بهائمه دیانة [1]

(دو آدمیوں کے درمیان مشترک چوپائے کا ایک مالک اگر چوپائے پر خرچ کرنے سے رُک جائے تو قاضی دیانۃً اسے مجبور کرے گا اور حکم دے گا کہ یا تو وہ اپنے حصّے کو بیچ دے یا اپنے چوپائے پر خرچ کرے)

۵ - شہد کی مکھیوں کے بارے میں فتاویٰ عالمگیری میں جوہرہ نیرہ کے حوالے سے ہے :

" اگر کسی کی ملک میں شہد کی مکھیوں کا چھتہ ہو تو اس پر مستحب ہے کہ مکھیوں کے واسطے کچھ شہد ان کے چھتوں میں باقی چھوڑ دے اور مستحب ہے کہ جاڑوں میں بہ نسبت گرمیوں کے زیادہ چھوڑے ۔" [2]

بلّی کو بھوکا رکھنے پر عذاب

کسی جانور کو عمداً بھوکا پیاسا رکھنا، اسے کھانے کی کوئی چیز نہ ڈالنا اور نہ اسے چھوڑ دینا کہ وہ اپنی غذا کا خود بندوبست کرے، اللہ کریم کے نزدیک کتنا بڑا جرم ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے لگائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ایک عورت کو صرف اس لیے عذاب ہوا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی وہ اس بلی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوئی ۔ نہ اس نے بلی کو کھانا پانی دیا اور نہ چھوڑ دیا کہ وہ زمین سے حشرات الارض وغیرہ کھالیتی [3]

اس حدیث کی شرح میں امام نووی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ بلی کو

---

[1] علاؤ الدین الحصکفی : الدر المختار شرح تنویر الابصار : ۱ : ۴۵۲ طبع مصر ۔

[2] فتاویٰ عالمگیری (مترجم) ۲ : ۲۸ ، طبع شیخ غلام علی لاہور ۔

[3] بخاری شریف ۱ : ۴۹۵ ، مسلم شریف : ۲ : ۲۳۶ ۔

قتل کرنا یا اسے کھانا پانی دیے بغیر قید کر رکھنا حرام ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی حیوان کا نفقہ (کھانا پانی) اس کے مالک پر واجب ہے۔

سارا دُودھ نہ دوہ لیا جائے

دودھیاے جانوروں کے ساتھ حسن سلوک میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ان کا سارا دودھ تھنوں سے نچوڑ نہ لیا جائے کیونکہ یہ چیز ان کے لیے باعث تکلیف ہے۔ نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوانات کے معاملے میں اتنی معمولی سی چیز کو بھی ملحوظ رکھا۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں میں نے ایک دودھیالی اونٹنی خدمتِ نبوی میں پیش کی اور اس کا دودھ دوہا۔ جب میں اس کے تھنوں سے بھی دودھ نکالنے لگا تو فرمایا:

دع داعی اللبن او دواعی اللبن[1]

(تھنوں میں دودھ چھوڑ دو)

حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بکری دوہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا:

اے فلاں! جب تو بکری کا دودھ دوہے تو اس کے بچے کے لیے بھی کچھ دودھ چھوڑ دے کیوں کہ یہ چیز چوپایوں کے ساتھ نیکی میں سے ہے[2]

دودھیار جانوروں کو ادنیٰ سی بھی ایذا دینے کو اسلام نے روا نہیں رکھا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"دودھار جانور کا بالکل بمبالغہ دودھ دوہ لینا مکروہ ہے درصورتیکہ اس کے حق میں یہ امر بسبب قلت چارہ کے مضر ہو اور بالکل دوہنا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ دوہنے والا اپنے ناخن کٹوا دے کہ اس کو ایذا نہ ہو اور مستحب ہے کہ جب تک اس کا بچہ دودھ پیتا ہے اور کچھ نہیں کھاتا ہے تب تک اس کا دودھ نہ لے الا اسی قدر کہ بچہ سے بچ رہے"[3]

---

[1] نورالدین ہیثمی، مجمع الزوائد ۸ : ۱۹۶

[2] ایضاً

[3] فتاویٰ عالمگیری (مترجم) ۲ : ۲۷، طبع شیخ غلام علی لاہور

ذبح کرنے میں نرمی کی ہدایت

اسلام نے بعض حیوانات کے گوشت کو حلال اور جائز قرار دیا ہے۔ ان کا گوشت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو شرعی طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے ورنہ ان کا گوشت حلال نہ ہوگا۔ جانور ذبح کرنے کی اجازت کو اسلام نے جیسا کہ پیچھے گزر چکا، ایک تو واقعی ضرورت اور کسی فائدے کے ساتھ مشروط کیا ہے یعنی ان کا ذبح کرنا انسان کی ضرورت ہو نہ کہ بلا ضرورت ذبح کرے۔ دوسرے ذبح میں ان کے ساتھ نرمی، رعایت، احسان اور شفقت کا حکم دیا ہے کیونکہ انسان کی مانند ہر جاندار اور ذی روح چیز کو اپنی جان بڑی عزیز ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انسان اسلام کی اس اجازت و رخصت سے ناجائز فائدہ اٹھائے اور بے زبان جانوروں کو تڑپا تڑپا کر مارے۔ نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"خدا نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کیا ہے۔ اس لیے جب تم لوگ کسی جانور کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ ضروری ہے کہ تم میں سے ذبح کرنے والا آدمی اپنی چھری کو تیز کرلے اور (اس طرح) اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے"[1]

اس حدیث کی شرح میں امام نووی نے لکھا ہے: مستحب ہے کہ ذبیحہ کے سامنے چھری کو تیز نہ کیا جائے دوسرے ایک جانور کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کیا جائے اور تیسرے ذبیحہ کو مذبح (ذبح کرنے کی جگہ) کی طرف گھسیٹ کر نہ لے جایا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بکری کے پہلو پہ پاؤں رکھے چھری کو تیز کر رہا تھا اور وہ بیچاری بھیگی بلی بنے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ فرمایا کیا تو اس کو دو موتیں مارنا چاہتا ہے[2]

المبسوط للسرخسی میں ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو بکری کو کان

---

[1] مسلم شریف: ۲: ۱۵۲، سنن ابی داؤد: ۲: ۲۸۹

[2] ہیثمی۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ۴: ۳۳ طبع بیروت۔

سے پکڑ کر اسے ذبح کرنے کی جگہ کی طرف کھینچے لے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اسے نرمی سے کھینچ کر موت کی طرف لے جا کیونکہ اللہ بھی اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ رحم کرنے والے ہوتے ہیں لے

ایسی ہدایات نبوی کا مقصد یہ ہے کہ ذبح ہونے والے جانور کے ساتھ جو کچھ کیا جانے والا ہے وہ اس کو جیسا کہ ایک روایت میں ہے، سمجھتا ہے۔ جب وہ اس بات کو بھی طرح سمجھتا ہے تو اس کے سامنے چھری کو تیز کرنا اس کے لیے جتنا تکلیف دہ اور المناک ہے، محتاج بیان نہیں۔

ایک آدمی خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اس پر رحم آتا ہے یا یہ کہ مجھے اس بات پر رحم آتا ہے کہ بکری کو ذبح کروں آپ نے دو دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ اگر تم بکری پر رحم کرتے ہو تو اللہ کریم تم پر رحم فرمائے گا ایک روایت میں فرمایا: جس نے کسی ذبیحہ پر رحم کیا اللہ اس پر بروز قیامت رحم کرے گا ۲ے یہی وجہ ہے فقہاء نے لکھا ہے: کند چھری یا دانت کی ہڈی یا ناخن یا دھاری دار پتھر وغیرہ سے اگرچہ جانور ذبح تو ہو جائے گا مگر اس طرح ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں جانور کو اذیت پہنچانا ہے ۳ے

ایک شبہ کا ازالہ

امام سرخسی نے ذبیحہ کی بحث میں بعض مشائخ کے اس زعم اور شبہ کو باطل قرار دیا ہے کہ "جانوروں کا ذبح کرنا عقلی طور پر ممنوع اور ناجائز لگتا ہے کیونکہ اس میں جانور کو تکلیف پہنچانا ہے" سرخسی نے اس شبہ کے باطل ہونے کی یہ دلیل دی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت سے قبل بھی گوشت تناول فرمایا کرتے تھے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مشرکین مکہ کے ذبیحوں کو کھائیں کیونکہ وہ جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم خود ذبح فرماتے اور خود شکار فرمایا کرتے تھے اور جو کام عقلی طور پر ناجائز ہو مثلاً جھوٹ بولنا، ظلم کرنا وغیرہ وہ آپ نہیں کیا کرتے تھے یہ دوسرے

لے شمس الدین السرخسی: المبسوط: ۱۱: ۲۲۷ مطبعة السعادة مصر۔

۲ے نور الدین ہیثمی: مجمع الزوائد: ۴: ۳۲-۳۳

۳ے الحصکفی: الدر المختار شرح تنویر الابصار: ۲: ۵۹۶ طبع مصر۔

یہ کہ جانوروں کو ذبح کرنے یا شکار کرنے میں اس ذات کی غذا کو حاصل کرنا ہے جو حیوانات کی تخلیق کا مقصود ہے یعنی انسان ۔ لہٰذا خود انسان ہی ذبح و شکار کے جائز ٹھہرانے کا سبب ہوگا اور اسی چیز کی طرف اللہ نے اِس آیت کریمہ میں اشارہ فرمایا ہے :

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ (البقرہ : ۲۹)

(وہ (اللہ) وہی ذات ہے جس نے تمہارے نفع کے لیے پیدا فرمایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب)

اور اس نفع حاصل کرنے کے لیے کسی جانور کو تکلیف دینا عقلاً بھی ناجائز نہیں ۔ جیسا کہ انسانی صحت اور جسم و اعضاء کی بہتری کے لیے رگ کھلوانا، پچھنے لگوانا یا کڑوی دوائیاں لینا عقلی طور پر ناجائز نہیں لہ

دورانِ سفر سواری کے جانور کی رعایت

خالقِ کائنات نے بعض جانوروں کو بار برداری، سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ تک اٹھالیجانے اور انسان کی سواری کے لیے تخلیق فرمایا ۔ ان مقاصد کے لیے جانور کو استعمال کرتے وقت اسلام نے حتی الامکان اس کے آرام و آسائش اور مناسب خوراک کے خیال رکھنے کا حکم دیا ہے ۔ بعض لوگ دورانِ سفر کسی جگہ رُکتے ہیں تو سواریوں کی پیٹھ پر ہی بلاضرورت بیٹھے رہتے، کھاتے پیتے اور گپ شپ لگاتے رہتے ہیں ۔ نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا :

"اپنے چوپاؤں کی پیٹھوں کو منبر بنائے سے بچو ۔ اللہ نے ان کو تمہارا تابع فرمان اس لیے بنایا ہے کہ وہ تم کو ایسے مقامات پر پہنچا دیں جہاں تم پہنچ بھی سکتے تو بڑی مشقت اٹھانے کے بعد پہنچتے ۔ اللہ نے تمہارے لیے زمین کو بنایا ہے اپنی تمام ضرورتیں اسی پر پوری کرو ۔" لہ

اس معاملے میں صحابہ کرام کی رعایت کا حال سنیے ۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ دورانِ سفر

لہ السرخسی ، المبسوط : ۱۱ : ۲۲۱ طبع مصر

لہ سنن ابی داود : ۱ : ۳۴۷ (کتاب الجهاد)

جب ہم کسی منزل پر اترتے تو اس وقت تک نماز (جیسا اہم فریضہ بھی) ادا نہ کرتے جب تک کہ اپنی سواریوں پر سے کجاوے نہ اتار لیتے [1]

اس حدیث کے حاشیے میں التعلیق المحمود کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک یہ بات پسندیدہ نہیں کہ جب مسافر کسی منزل پر اترے تو اپنے چوپائے کو چارہ ڈالنے سے پہلے خود کھانا کھانے بیٹھ جائے اور اس ضمن میں ایک عمدہ شعر بھی لکھا ہے کہ ؎

حق المطی ان نبدا بحاجتها
لا اطعم الضيف حتى اعلف الفرسا

ترجمہ: سواری کا حق ہے کہ اسکی حاجت کو پہلے پورا کیا جائے، مہمان کو کھانا نہ دے یہاں تک کہ اس کے گھوڑے کو چارہ ڈال لے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے اونٹوں کو مارنے اور جھڑکنے کی آواز سنی۔ آپ نے اپنے کوڑے سے ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: لوگو! تمہارے اوپر آرام وسکون سے چلنا لازم ہے کیونکہ اونٹوں کو تیز ہانکنے میں کوئی نیکی نہیں رکھی [2]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اونٹ پر سوار تھیں جس میں تھوڑی سی سختی اور سرکشی تھی۔ حضرت عائشہ اسے رام کرنے کے لیے دائیں بائیں باگ کھینچ کر پھیرنے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تم پر (اس اونٹ کے حق میں) نرمی کرنا لازم ہے کیونکہ نرمی کا وصف جس شے (یا آدمی) میں داخل ہوتا ہے اسے زینت بخشتا اور جس شے (یا آدمی) سے اس وصف کو چھین لیا جاتا ہے اسے عیب دار بنا دیتا ہے [3]

امام غزالی نے سفر حج اور عام مسافر کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی لکھا ہے کہ مسافر

---

[1] سنن ابی داؤد : ۱ : ۳۴۵ (کتاب الجہاد)

[2] مشکوٰۃ المصابیح : ۲۲۹ طبع کراچی۔

[3] مسلم شریف : احیاء علوم الدین : ۲ : ۲۵۴ طبع مصر۔

اپنی سواری کے جانور پر سوار ہو تو اس کے ساتھ نرمی کرے۔ اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ اس پر نہ لادے، اس کے چہرے پر نہ مارے کیونکہ جانور کو چہرے پر مارنے سے شریعت میں منع کیا گیا ہے، اس پر سو نہ جائے اس لیے کہ اس سے چوپائے کو تکلیف ہوتی ہے، اہلِ ورع چوپاؤں پر نہیں سوتے الا یہ کہ ان کو اونگھ آجائے اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے چوپاؤں کی پیٹھوں کو کرسیاں نہ بنالو مستحب یہ ہے کہ دورانِ سفر صبح شام چوپائے سے اتر کر اسے راحت پہنچائے اور ایسا کرنا سنت ہے بعض اسلاف سے مروی ہے کہ وہ جانور اس شرط پر کرایہ پر لیتے تھے کہ وہ چوپائے سے نہیں اتریں گے اور ایسا کرنے کی پوری پوری اجرت دیں گے مگر پھر راستے میں چوپائے سے اتر پڑتے تھے تاکہ اس طرح وہ چوپائے کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کرنے والے ہوں اور یہ نیکی ان کی نیکیوں کے تولے جانے کے دن (روزِ قیامت) ان کے پلڑے میں رکھی جائے نہ کہ چوپائے کے مالک کے پلڑے میں ...... اس طرح چوپائے سے اترنے میں بیک وقت دو نیکیاں ہیں ایک تو چوپائے کو راحت پہنچانا اور دوسری مالکِ چوپایہ کے دل کو خوش کرنا[1]

باہم لڑانے سے ممانعت

بعض لوگ شوقیہ کتوں مرغوں مینڈھوں یا دوسرے جانوروں کو لڑاتے ہیں۔ انسانوں کے لیے تو یہ چیز کھیل تماشہ اور تفریحِ طبع کا باعث بن جاتی ہے مگر اس سے بے زبان جانوروں کا لڑ لڑ کر برا حال ہو جاتا ہے۔ اس سے وہ بے فائدہ گھائل اور زخمی ہو کر تکلیف پاتے ہیں پھر بعض اوقات اس قسم کی لڑائیوں کا انجام بھی بڑا ہولناک ہوتا ہے بسا اوقات باہمی عداوت، دشمنی، نفرت اور قتل و غارت کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو ایک دوسرے سے لڑانے سے منع فرمایا[2] تاکہ اس طرح بلا فائدہ اور بلا وجہ جانوروں کو مصیبت و تکلیف میں نہ ڈالا جائے۔

---

[1] امام غزالی: احیاء علوم الدین: ۲: ۲۵۴ طبع مصر۔

[2] جامع ترمذی: ص ۲۶۲ طبع نور محمد کراچی۔

جانوروں کے ساتھ نیکی کا صلہ

نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نفسیاتی پہلو سے بھی حیوانات کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کرنے کی ترغیب دلائی۔ آپ نے بتایا کہ جس طرح انسانوں کے ساتھ حسنِ سلوک، ایثار اور احسان کرنا ثواب کا کام ہے بعینہ چرندوں پرندوں اور جانوروں کے ساتھ احسان کرنا بھی موجب ثواب اور باعث رحمت و بخشش ہے اور یہ امید کسی عمل کے لیے بہت بڑا محرک اور مؤثر ترین داعیہ ہے۔ ایک صحابی حضرت سراقہ بن جعشم رضؓ کہتے ہیں میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے خاص اپنے اونٹوں کے لیے پانی کے جو حوض بنائے ہیں ان پر بعض اوقات بھولے بھٹکے اونٹ بھی آجاتے ہیں تو کیا ان کے پلانے پر میرے لیے کوئی اجر و ثواب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ہر پیاسے یا ہر ذی حیات کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر ثواب ہے[۱]۔ اس ارشاد کی تائید و صداقت ملاحظہ فرمائیے:

کتے کو پانی پلانے پر بخشش

جانوروں کے ساتھ نیکی کتنا بڑا ثواب کا کام ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے لگائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص راستہ میں جارہا تھا کہ اس کو سخت پیاس محسوس ہوئی وہ ایک کنویں میں اترا اور اس نے وہاں سے پانی پیا۔ کنویں سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے زبان نکالے ہانپ رہا ہے اور شدت پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے اپنی پیاس کی شدت کو یاد کر کے اس پر ترس کھایا وہ کنویں میں اترا اپنے موزوں کو پانی سے بھر کر اور منہ میں پکڑ کر اوپر چڑھا اور اس طرح کتے کو پانی پلایا۔ اللہ کریم نے اس کی اس نیکی کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور اسے اس کی بخشش فرمادی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ احسان کرنے میں بھی اجر ملتا ہے؟ فرمایا ہر ذی حیات (جاندار) کے ساتھ احسان کرنے میں اجر ہے[۲]۔

بلی پر رحم کھانے کی وجہ سے مغفرت

الدمیری نے ابن عساکر کی تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ معروف صوفی

---

۱ سنن ابن ماجہ: ص ۲۷۰ طبع مجتبائی دہلی۔

۲ بخاری شریف: ۱: ۳۱۸، مسلم شریف: ۲: ۲۳۷۔

اور صاحبِ طریقت و معرفت بزرگ حضرت ابوبکر شبلیؒ کو ان کی وفات کے بعد، ان کے کسی ساتھی نے خواب میں دیکھا۔ اس ساتھی نے شبلی سے پوچھا اللہ کریم نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ حضرت شبلی نے جواب دیا: اللہ کریم نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا اے ابوبکر شبلی! جانتے ہو میں نے تمہارے کس عمل کی وجہ سے تمہاری مغفرت فرمائی؟

شبلی: میرے نیک اعمال کی بدولت۔

اللہ کریم: نہیں۔

شبلی: عبادت میں میرے اخلاص کے باعث۔

اللہ کریم: نہیں۔

شبلی: میرے حج روزوں اور نماز کی برکت سے۔

اللہ کریم: اس وجہ سے نہیں۔

شبلی: صالح لوگوں کی طرف میرے ہجرت کرنے اور طلبِ علم کے لیے میرے سفر کرنے کی وجہ سے۔

اللہ کریم: نہیں۔

شبلی: پھر ان تسبیحات اور اوراد و وظائف کی وجہ سے جن کو میں اپنی انگلیوں پر پڑھتا تھا۔

اللہ کریم: یہ سب کام تیری مغفرت کا سبب نہیں۔

شبلی: مولا پھر تو ہی بتا دے کس عمل کی بنا پر تو نے کرم فرمایا؟

اللہ کریم: کیا تجھے یاد ہے جب تو ایک مرتبہ بغداد کی گلیوں میں چل رہا تھا کہ تو نے ایک چھوٹا سا بلی کا بچہ دیکھا جس کا سردی کی وجہ سے برا حال ہو رہا تھا اور وہ شدتِ سردی کے باعث کبھی اس دیوار سے پناہ لیتا اور کبھی اس دیوار سے۔ تو تُو نے اس پر ترس کھاتے ہوئے اسے پکڑ لیا اور اسے اپنی گرم پوستین میں چھپا لیا جو تیرے اُوپر تھی تاکہ وہ سردی کی تکلیف سے بچ جائے۔

شبلی : ہاں

اللہ کریم : پس اس بلی پر تیرے رحم کھانے کی وجہ سے میں نے تجھ پر رحم فرمایا اور تیری بخشش فرمائی [1]

گدھے پر رحم کی بدولت معرفتِ الٰہی

چشتی سلسلے کے ایک نامور بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ نے حیوانات پر ترس کھانے اور اس پر رحمتِ الٰہی کے جوش میں آنے کا ایک ایمان افروز واقعہ ارشاد فرمایا ہے۔

فرماتے ہیں :

"شیخ عثمان خیری رحمۃ اللہ علیہ حالتِ نوعمری میں مجذوب ہو گئے ان کو ایک حال پیدا ہوا کہ گیارہ بارہ سال کی عمر میں مکتب کو جاتے تھے چند غلامانِ ترکی ان کے ہمراہ تھے ان کا باپ مردِ معتبر و دولت مند تھا۔ یہ عثمان سوداگروں کا سا جبہ پہنے دستار مصری سر پر، جا رہے تھے۔ راہ میں انہوں نے ایک گدھا کھڑا ہوا دیکھا جس کی پشت زخمی تھی کوّے اس کا گوشت اور چمڑا نوچ رہے تھے۔ وہ ایسا عاجز تھا کہ سر بھی نہ ہلا سکتا تھا کہ ان کو اڑا دے۔ خواجہ عثمان اس کو ایسا لاچار دیکھ کر کھڑے ہو گئے، اس کے حال پر افسوس کیا اور از راہ رحم دلی اپنا جبہ اُتار کر اس پر ڈالا اور پگڑی اُتار کر اس پر باندھی کہ گر نہ پڑے غلاموں سے فرمایا خوب لپیٹ کر باندھو کہ کھلنے نہ پائے۔ ان کا گدھے پر یہ رحم بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوا جذبۂ الٰہی متوجہ ہوا اور وہ مجذوب ہو گئے [2]

حیوانات پر ترس کھانے کی چند مثالیں

نبیٔ رحمتؐ اور ایک ہرنی نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوانات کے ساتھ احسان، مہربانی،

---

[1] الدمیری : حیوٰۃ الحیوان : ۲ : ۳۹۸ - ۳۹۹ طبع مصر۔

[2] حمید شاعر قلندر : خیر المجالس مترجم (ملفوظات خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی) ص ۹۰ طبع واحد بک ڈپو جونہ مارکیٹ کراچی

ہمدردی اور حسن سلوک کی صرف زبانی کلامی ہی تعلیم نہیں دی بلکہ اپنے عمل سے بے زبان حیوانات پر رحمت و شفقت فرما کرامت کو تعلیم دی ہے۔ آپؐ کا اس قسم کا ایک واقعہ سیرت نگاروں نے آپ کے معجزات کی بحث میں لکھا ہے۔ اس واقعہ کا تعلق جہاں آپ کے معجزہ سے ہے وہاں حیوانات پر رحمت و شفقت کرنے سے بھی ہے معروف صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جبکہ آپ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ ہم ایک اعرابی کے خیمے کے پاس سے گزرے جہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ اس ہرنی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے اور میرے دو بچے جنگل میں ہیں۔ اب میرے تھنوں میں دودھ گاڑھا ہو رہا ہے یہ اعرابی نہ تو مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں اس تکلیف سے راحت پا جاؤں اور نہ مجھے چھوڑتا ہے کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو کیا تو واپس آجائے گی؟ اس نے عرض کیا ہاں اگر میں نہ واپس آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے دسواں حصہ ٹیکس وصول کرنے والے کا سا عذاب دے۔ حضور نے اسے چھوڑ دیا تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ اپنا منہ چاٹتی واپس آگئی آپ نے اسے خیمے کے ساتھ باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی بھی پانی کا مشکیزہ پکڑے آگیا (ایک روایت میں ہے جاگ اٹھا) حضور نے اعرابی سے فرمایا کیا تو اس ہرنی کو بیچے گا؟ اس نے عرض کیا: یہ بطور ہدیہ پیش خدمت ہے۔ آپ نے اسے آزاد فرما دیا۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ واللہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنگل میں تسبیح اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ رہی ہے۔[۱]

ایک اونٹ اور حضورؐ

الدمیری نے طبرانی کے حوالے سے بارگاہ نبوی میں ایک اونٹ کے استغاثے اور آپؐ کی فریاد کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ ذات الرقاع میں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] ا۔ جلال الدین سیوطی: الخصائص الکبریٰ: ۲: ۲۹۷ طبع مصر

ب۔ زرقانی: شرح مواہب اللدنیہ: ۵: ۱۵۰ طبع مصر

کے ساتھ نکلے۔ ایک میدان میں ہم رُکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک اونٹ بڑے ناز سے چلتا ہوا آرہا ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر آپ کے سر پر کھڑے ہوکر بلبلانا اور رونا شروع کر دیا۔ حضور نے فرمایا: یہ اونٹ اپنے مالک کے خلاف مجھ سے مدد طلب کر رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اس کے مالک نے اتنے سال اس سے ہل چلائے حتیٰ کہ اس کو عاجز اور کمزور کر دیا ہے اور اب اس کی عمر بھی بڑی ہوگئی ہے تو اس کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر فرمایا جابر جاؤ اور اس کے مالک کو بلالاؤ حضرت جابر نے عرض کیا میں تو اس کو نہیں پہچانتا۔ فرمایا تجھے پتہ چل جائے گا۔ حضرت جابر کہتے ہیں اونٹ میرے آگے آگے چلا یہاں تک کہ مجھے بنی خطمہ کی ایک مجلس کے پاس لا کھڑا کیا۔ میں نے مجلس میں موجود لوگوں سے پوچھا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ انہوں نے کہا یہ فلاں ابن فلاں کا ہے۔ میں اس کے پاس آیا اور اس سے کہا تجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرما رہے ہیں۔ وہ میرے ساتھ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا تیرا یہ اونٹ کہتا ہے کہ تو نے اتنے سال اس سے ہل چلائے حتیٰ کہ جب تو نے اس کو کمزور اور عاجز کر دیا اور یہ بوڑھا ہوگیا تو اب تو اس کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔ اس نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا بات واقعی اسی طرح ہے۔ آپ نے فرمایا نیک مملوک کا صلہ یہ نہیں ہے۔ پھر فرمایا کیا تو اس کو بیچے گا؟ اس نے عرض کیا ہاں آپ نے اونٹ کو اس سے خرید لیا پھر اس کو درختوں میں چرنے کے لیے چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کی کوہان کھڑی ہوگئی (موٹا تازہ ہوگیا) جب کسی مہاجر یا انصاری کا اونٹ بیمار ہو جاتا تو حضور اس کو یہ اونٹ استعمال کے لیے دے دیتے۔ ایک عرصہ وہ اونٹ اسی طرح رہا [1]

ایک مُحدّث کا عجیب قصہ

امام احمد بن حنبل کو معلوم ہوا کہ ورار النہر کے علاقے میں ایک محدث کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ ثلاثی احادیث ہیں۔ امام احمد دور دراز کا سفر کر کے اس محدث کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ وہ شیخ ایک کتے کو کچھ کھلا رہے ہیں۔ امام احمد نے سلام کیا شیخ سلام کا جواب دے

---

[1] الدمیری: حیوٰۃ الحیوان: ۱: ۲۸۴ - ۲۸۵ طبع مصر

کر پھر کتے کو کھلانے کی طرف مشغول ہو گئے۔ شیخ نے جب امام احمد کی طرف توجہ نہ دی تو امام نے اس چیز کو برا محسوس کیا۔ کتے کو کھلانے سے جب شیخ فارغ ہوئے تو امام احمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ جب میں آپ کی بجائے کتے کی طرف متوجہ ہوا تو شاید آپ نے اس چیز کو محسوس کیا ہو؟ امام احمد نے کہا ہاں۔ شیخ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت سنائی کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کے پاس کوئی کسی قسم کی امید لے کر آئے اور وہ اس کی امید کو توڑ دے تو قیامت کے دن اللہ اس کی امید وں پر پانی پھیر دے گا اور وہ جنت میں داخل نہ ہوگا" ہمارا یہ علاقہ کتوں کی سرزمین نہیں ہے۔ یہ کتا یقیناً میرے پاس کھانے پینے کی امید لے کر آیا ہے میں اس بات سے ڈرا کہ میں نے اس کی امید توڑ دی تو کہیں بروز قیامت اللہ میری امید کو بھی نہ توڑ دے۔ امام احمد نے کہا میرے لیے یہی حدیث کافی ہے اور پھر واپس آگئے۔ [1]

ایک غلام کا کمال ایثار

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنی جاگیر کی طرف نکلے۔ آپ تھوڑی دیر کے لیے ایک باغ میں ٹھہرے جہاں ایک حبشی غلام کام کر رہا تھا۔ اتنے میں غلام کا کھانا آگیا اور وہ کھانا صرف تین روٹیاں تھیں۔ غلام کھانا کھانے بیٹھا تو ایک کتا بھی آگیا۔ غلام نے ایک روٹی اٹھا کر کتے کو ڈال دی۔ کتا ایک روٹی کھا چکا تو پھر للچائی نظروں سے غلام کی طرف تکنے لگا۔ غلام نے دوسری روٹی بھی پھینک دی۔ کتا دوسری سے فارغ ہو کر پھر غلام کی طرف دیکھنے لگا۔ غلام نے تیسری روٹی بھی اس کے سامنے ڈال دی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے آپ نے غلام سے پوچھا روزانہ کتنا کھانا تیرے لیے آتا ہے؟ اس نے کہا جتنا آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا تو تو نے سارا کھانا کتے کو کیوں ڈال دیا؟ غلام نے کہا یہ زمین کتوں کی زمین نہیں یہ بیچارا کہیں دور سے بھوکا پیاسا میرے پاس پہنچا ہے تو میں نے اسے خالی لوٹانا اور مایوس کرنا اچھا نہ سمجھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے اس سے کہا تو آج کا دن تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا میں آج کے دن فاقہ کر لوں گا۔ حضرت ابن جعفر نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا مجھے سخاوت کرنے پر ملامت کی جاتی ہے یہ تو مجھ سے

---

[1] الدمیری: حیوۃ الحیوان: ۱: ۲۸۴-۲۸۵ طبع مصر۔

بھی زیادہ سخی ہے ۔ پھر اس باغ اور غلام کو بمعہ تمام آلات کے خرید لیا اور غلام کو آزاد کر کے سب کچھ اس کو دے دیا[1]

ایک وہم کا ازالہ مذکورہ احادیث اور واقعات سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ شاید کتوں کو رکھنا اور پالنا بھی کارِ ثواب اور جائز ہو ۔ کیوں کہ کتوں کو شوقیہ اور فخر یہ رکھنا اور چیز ہے اور کسی راہ گیر کتے پر اللہ کی مخلوق سمجھتے ہوئے ترس کھانا اور چیز ہے ۔
اسلام نے صرف کسی واقعی ضرورت مثلاً شکار یا فصل یا مویشیوں کی حفاظت و نگرانی وغیرہ کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی ہے مگر شوقیہ کتے پالنے کو آدمی کے اجر و ثواب میں کمی کا باعث قرار دیا ہے[2] کیونکہ کتا گھر میں ہونے سے ایک تو رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے دوسرے کتے کے بھونکنے سے راہ گیر لوگ پریشان ہوتے اور بعض اوقات اس کے کاٹنے سے زخمی بھی ہو سکتے ہیں جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتوں کے داخل نہ ہونے کے بہت سے اسباب علماء نے لکھے ہیں[3] شوقیہ کتے رکھنا ایک نجس و ناپاک جانور کے ساتھ کھیلنا کودنا، اس کا ہر وقت گھر رہنا پھر اس پر مستزاد یہ کہ اللہ کے مفلوک الحال بندوں کی بجائے ان کتوں پر بے تحاشا خرچ کرنا، ان کو دیسی گھی اور گوشت کھلانا، دودھ پلانا، بادام روغن کی مالش کرنا، نفیس رضائیوں میں سلانا وغیرہ اسلام کی روح اور مزاج کے خلاف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ناجائز ذرائع سے اکٹھی کی ہوئی دولت کا ایک ناجائز مصرف ہے ۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ

---

[1] ابوالقاسم قشیری : رسالہ قشیریہ (مترجم) ؛ ص ۳۸۶ طبع ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد

[2] مسلم شریف : ۲ : ۲۰ - ۲۱

[3] الدمیری : حیوٰۃ الحیوان : ۲ : ۲۹۰